ولكل امة جعلنا منسكا

اہم مسائل

قربانی

تالیف

الشیخ المقری محمد ادریس العاصم
فاضل مدینہ یونیورسٹی

فاروقی کتب خانہ
الفضل مارکیٹ
اردو بازار ۔ لاہور

ولکل امة جعلنا منسكا
اهم مسائل
قربانی
تالیف
الشیخ المقری محمد ادریس العاصم
فاضل مدینہ یونیورسٹی
www.KitaboSunnat.com
فاروقی کتب خانہ
الفضل مارکیٹ
اردو بازار۔ لاہور

فہرست مضامین

الحمدللہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا للہ وصلی اللہ علی رسولہ المصطفی ونبیہ المجتبی وعلی الہ الطیبین واصحابہ الطاھرین اجمعین

امابعد!

اللہ رب العالمین احکم الحاکمین نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن۔

ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبادات کی مختلف اقسام ہیں مثلاً

قولی، فعلی، مالی اور مالی عبادات میں ایک عبادت قربانی بھی ہے چنانچہ یہ کتابچہ قربانی کی تاریخ، اہمیت و فضیلت، ایام اور احکام و مسائل کے بارے میں مرتب کیا ہے۔

اس کتابچہ کو لکھنے کے لئے محترم جناب شیخ محمد صدیق صاحب نے کہا مجھے اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی مگر ان کے اصرار نے میرا حوصلہ بڑھایا تو کل علی اللہ کر کے اس کو شروع کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی یہ ایک مختصر رسالہ مرتب ہو گیا الحمدللہ

اللہ تعالیٰ میری اس سعی کو قبول و منظور فرمائے اور اسے اپنی رضا کا باعث اور قارئین کے لئے مفید و کار آمد بنائے (آمین) اور یہ ناانصافی ہو گی اگر میں

شکریہ ادا نہ کروں عزیز القدر مولانا قاری عبد الواحد صاحب (حال مدرس مدرسہ عالیہ تجوید القرآن لاہور) فیصل آبادی کا جنہوں نے میری علمی معاونت کی جزاہ اللہ احسن الجزاء

آخر میں، میں ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کی اشاعت کا ذمہ لیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

خادم القرآن الکریم
محمد ادریس العاصم لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

تاریخ قربانی

جب سے انسان سطح ارضی پر آباد ہوا ہے اسی وقت سے قربانی کی مبارک سنت جاری ہے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا (الحج آیت ۳۴)

ہر قوم و ملت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی ہے۔

سب سے پہلے قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے دو لڑکوں (قابیل و ھابیل) نے کی تھی جس کا ثبوت قرآن مجید سے ملتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ (مائدہ آیت ۲۷)

ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا قصہ سنا دے ان دونوں نے قربانی کی پھر ایک کی قبول ہوئی دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔

ذبح عظیم

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اللہ کے رسول حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی آزمائشوں میں ڈالا سب سے پہلے آپ کو بادشاہ وقت نمرود کے حکم سے آگ میں ڈالا گیا لیکن اللہ کے حکم سے وہ گلزار ہو گئی اس کے بعد آپ اللہ کے حکم سے اپنی بیوی ہاجرہ اور ننھے منے لخت جگر

حضرت اسماعیل کو بنجر اور غیر آباد ویرانے میں چھوڑ آئے جو آج ہمارا مقدس قبلہ ہے جس کی طرف منہ کر کے ہم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں اور یہ جگہ اب مکہ مکرمہ کے نام سے مشہور ہے جہاں ہر سال دنیا کے ہر خطے کے مسلمان سنت ابراہیمی ادا کرنے کے لئے آتے اور رضائے الٰہی کے لئے حج کرتے اور قربانی دیتے ہیں۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سب سے بڑی آزمائش کا وقت آیا حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت اچھلنے کودنے کے قابل ہو چکے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے ابراہیم قربانی کر۔

قرآن مجید میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا ذکر ان الفاظ میں ہوتا ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗؤُا الْمُبِيْنُ۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ (الصافات آیت ۱۰۲ تا ۱۰۷)

آیات کا مفہوم

پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بی بی حاجرہ کو فاران سے لے کر مکہ میں تشریف لے آئے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام

اس وقت چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو ۸ ذوالحجہ کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم ہوا ہے۔ تین دن تک یہی خواب دیکھا آخر دس ذوالحجہ کو ارادہ کر کے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے اس کے متعلق مشورہ کیا کہ بیٹا مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں تجھے قربان کر دو تو سوچ کر بتا کہ تیری کیا رائے ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے ابا جان آپ حکم الٰہی کی تعمیل کیجئے آپ مجھے انشاء اللہ صابر پائیں گے چنانچہ حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل کو لے کر منیٰ پہنچے۔

شیطان نے تین مقامات یعنی جمرۃ العقبیٰ جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الاخریٰ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی لیکن فرمان خداوندی کے مطابق آپ نے سات کنکریاں شیطان پر ماریں اور وہ بھاگ گیا اب بھی حجاج کرام اس سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے ان تینوں مقامات پر کنکریاں مارتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (صافات آیت ۱۰۵)

اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوں کو ان کی نیکی کا اسی طرح صلہ دیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عوض مینڈھا عطا فرمایا جسے ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

بنی اسرائیل میں قربانی

حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قربانی کرنا تورات

سے ثابت ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کی قربانی کی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قربانی کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ انجیل متی باب ۵ آیت ۲۳ میں حضرت عیسیٰ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ اگر تو قربان گاہ میں اپنی نذر (قربانی) لے جائے اور وہاں تجھے یاد آئے کہ تیرا بھائی تجھ سے ناراض ہے تو وہاں اپنی قربانی قربان گاہ کے سامنے چھوڑ کر چلا جا پہلے اپنے بھائی سے مل اور صلح کر پھر قربانی کر۔

اسی طرح دوسری قوموں میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے مگر کسی نے اس کو نروان کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کسی نے نذر کے نام سے' کسی نے بلیدان کے نام سے پکارا ہے۔ اور کسی نے بھینٹ کے نام سے یاد کیا ہے لیکن لفظ قربانی ایک جامع مانع لفظ ہے۔

مشرکین مکہ میں قربانی کا تصور

فرزند کی نذر

ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کا بیان ہے کہ عبدالمطلب سے جب قریش نے زمزم کے متعلق جھگڑا کیا تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے ہاں دس لڑکے ہوئے اور وہ جوان بھی ہوئے تو میں ان میں سے ایک کو خاص اللہ کے واسطے کعبہ کے پاس ذبح کروں گا چنانچہ جب ان کے ہاں دس بیٹے پیدا ہو کر جوان ہوئے تو انہوں نے اپنی نذر کا ان سے ذکر کیا اور یہ بھی جان لیا کہ یہ لڑکے ان کو منع کریں گے مگر ان سب نے اطاعت ظاہر کی اور کہا ہم موجود ہیں جس طرح آپ چاہیں کریں۔

انہوں نے کہا تم سب کو لازم ہے کہ ایک ایک تیر قرعہ کا لے لو اور اس میں اپنا اپنا نام لکھ دو پھر میرے پاس لے آؤ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

عبدالمطلب ان کو لے کر کعبہ کے اندر ہبل کے پاس آئے ہبل کعبہ کے اندر اس تہہ خانہ میں رکھا ہوا تھا جس میں کعبہ کی نذر و نیاز ڈالی جاتی تھی اور ہبل کے پاس سات تیر رکھے تھے جن میں سے ایک خون بہا کے متعلق تھا کہ اس کو کون اپنے ذمہ میں لے۔

تیروں کا دستور

عرب میں جب اس قسم کا تنازعہ ہوتا تو ان قرعوں کو ڈال کر دیکھتے جس کے نام پر وہ خون بہا والا قرعہ نکلتا اسی کے ذمہ میں خون بہا کیا جاتا اور ایک تیر پر "نعم" یعنی یہ کام اچھا ہے اسی کو کرو اور ایک پر "لا" لکھا تھا یعنی اس کو نہ کرو جب کسی کام میں متردد ہوتے تو قرعہ ڈالتے اگر "نعم" کا قرعہ نکلتا اس کو کرتے اور اگر لا کا قرعہ نکلتا اس کو نہ کرتے اسی طرح ایک تیر پر منکم اور ایک پر ملصق اور ایک پر من غیرکم لکھا تھا۔ یعنی جب کسی شخص کے نسب میں شک ہوتا اور اس بات کے معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی کہ یہ شخص ہمارے قبیلے سے ہے یا نہیں؟ تو ان قرعوں سے معلوم کرتے اگر منکم کا قرعہ نکلتا تو سمجھتے کہ یہ ہمارے قبیلہ کا ہے اور اگر من غیرکم کا قرعہ نکلتا تو سمجھتے ہم میں سے نہیں ہے اور اگر ملصق کا قرعہ نکلتا تو اس کو اسی کی حالت پر رہنے دیتے اور اپنے نسب میں شریک نہ کرتے اور نکاح یا منگنی وغیرہ کے واسطے بھی قرعہ ڈالتے تھے جیسا قرعہ نکلتا اسی کے موافق عمل کرتے اور اس قرعہ اندازی کا یہ طریقہ تھا۔

کہ جو شخص حاجت مند ہوتا وہ سو (۱۰۰) درہم اور ایک اونٹ لا کر اس قرعہ

انداز کو (جو ہبل کا خادم خاص تھا) نذر کرتا اور اس شخص کو جس کے متعلق دریافت کرنا ہوتا تھا بت کے آگے کر کے سب عجز و نیاز مندی سے عرض کرتے تھے۔

کہ اے ہمارے معبود یہ فلاں بن فلاں حاضر ہے اور ہم نے اس کے ساتھ ایسا ارادہ کیا ہے تو حق کو ظاہر کر دے۔ پھر قرعہ انداز سے کہتے کہ قرعہ ڈال تو وہ قرعہ ڈالتا اور جیسا قرعہ نکلتا اسی کے موافق عمل کرتے۔

چنانچہ عبدالمطلب بھی اپنے سب فرزندوں کو لے کر ہبل کے سامنے حاضر ہوئے اور قرعہ انداز سے کہا میرے ان فرزندوں کے لئے قرعہ ڈالو اور اپنی نذر کا حال بھی اس سے بیان کیا اور عبدالمطلب کے فرزندوں میں جناب عبد اللہ سب سے چھوٹے تھے۔

عبد اللہ کا نام نکلنا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عبد اللہ سے عبدالمطلب کو اپنے سب فرزندوں سے زیادہ محبت تھی اور جس وقت قرعہ انداز قرعہ اندازی میں مشغول ہوا۔ ادھر عبدالمطلب ہبل کے پاس دعا میں مشغول ہوئے۔

پس اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قرعہ عبد اللہ ہی کے نام نکلا عبدالمطلب اپنے ہاتھ میں چھری لے کر عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اساف اور نائلہ دونوں بتوں کے پاس ذبح کرنے کے واسطے لائے۔ قریش چاروں طرف سے ان کے پاس آ کر جمع ہوئے اور کہا اے عبدالمطلب تمہارا کیا ارادہ ہے کہا میں اس کو ذبح کرتا ہوں قریش نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اگر تم ایسا فعل ایجاد کرو گے تو اور لوگ بھی اپنے بیٹوں کو لا کر ذبح کیا کریں گے پھر نوع انسان کی بقاء دشوار ہو گی اور مغیرہ بن

عبداللہ نے کہا (عبداللہ ان کے بھانجے تھے) قسم ہے خدا کی اے عبدالمطلب تم ہرگز اس کو ذبح نہیں کر سکتے اور اگر اس کا فدیہ ماموؤں سے لینا ممکن ہو تو ہم دینے کو تیار ہیں۔

کاہنہ سے سوال

قریش اور عبدالمطلب کے فرزندوں نے کہا کہ تم ہرگز عبداللہ کو ذبح نہ کرو بلکہ تم مدینہ میں جا کر فلاں کاہنہ عورت سے اس مسئلے کو دریافت کرو اور جو کچھ وہ جواب دے اسی کے موافق عمل کرو۔ اگر وہ کہے کہ اپنے فرزند کو ذبح کر دو تو تم شوق سے ذبح کرو۔ اگر وہ کہے کہ ذبح نہ کرو تو مت ذبح کرو۔

چنانچہ عبدالمطلب اور چند لوگ ان کے ساتھ سوار ہو کر مدینہ میں آئے یہاں سے معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے تب یہ لوگ خیبر میں اس کے پاس گئے اس عورت نے کہا مجھ کو آج تو مہلت دو کل میرا مؤکل میرے پاس آئے گا میں اس سے دریافت کر کے تم کو جواب دوں گی۔ چنانچہ دوسرے دن اس نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ تم لوگ دس اونٹ اور عبداللہ کو لے کر ہبل کے پاس جاؤ اور ان دونوں چیزوں کا قرعہ ڈالو اگر قرعہ اونٹوں پر نکلے تو ان کو ذبح کر دو اور عبداللہ کی جان بخشی کرو اور اگر قرعہ عبد اللہ پر نکلے تو دس اونٹ اور بڑھا دو اسی طرح کرتے جاؤ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلے پس جان لینا کہ اب ہمارا پروردگار اس فدیہ سے راضی ہو گیا ہے۔ یہ لوگ کاہنہ کے اس فتویٰ کو سن کر مکہ میں آئے اور دس اونٹ مع عبد اللہ کو لے کر ہبل کے پاس پہنچے اور قرعہ ڈالا تو وہ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا دس اونٹ انہوں نے اور بڑھائے اب بیس اونٹ ہو گئے پھر قرعہ ڈالا وہ قرعہ بھی عبد اللہ کے نام نکلا دس

اونٹ انہوں نے اور بڑھائے یہاں تک کہ اسی طرح سے ۱۰۰ اونٹوں پر نوبت پہنچی پھر قرعہ ڈالا وہ اونٹوں کے نام نکلا سب لوگ خوش ہوئے اور کہا کہ اب ہمارا پروردگار اس مقدار فدیہ سے خوش ہوا ہے۔

عبدالمطلب نے کہا کہ میں اس وقت متردد ہوں میری ابھی تشفی نہیں ہوئی پھر قرعہ ڈالو چنانچہ پھر قرعہ ڈالا تب بھی اونٹوں کے نام نکلا الغرض تین بار ایسا ہی کیا گیا اور ہر بار قرعہ میں اونٹ برآمد ہوئے تب ان کو ذبح کر کے چھوڑ دیا گیا کہ جس کا جی چاہے ان کا گوشت لے جائے۔

تو ان واقعات سے معلوم ہوا کہ قربانی ہر دور اور ہر مذہب میں اپنے اپنے طریقہ کے مطابق ہوتی رہی ہے۔

قربانی کا معنی

قربانی کا معنی یہ ہے کہ ہر وہ کام جس سے اللہ تعالیٰ کی قربت اور نزدیکی حاصل کی جائے جیسے کہا جاتا ہے اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ (نماز ہر ایک پرہیز گار شخص کی نزدیکی کا وسیلہ ہے)۔

بخشش و فیاضی کا ایک درجہ ایثار ہے کہ دوسروں کو آرام پہنچانے کی خاطر اپنے آرام کو چھوڑ دیا جائے یعنی خود تکلیف برداشت کر کے کسی دوسرے کو آرام پہنچانا خود پیاسا رہ کر دوسروں کو پانی پلانا خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھانا کھلانا الغرض دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھنے کو ایثار کہتے ہیں۔ جیسے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ (الحشر آیت ۹)

وہ ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں پر دوسروں کو اگرچہ وہ خود حاجت مند ہوں۔
لیکن اس ایثار سے بڑھ کر فیاضی کا سب سے آخری درجہ قربانی ہے کہ دوسروں کی خاطر اپنی جان بھی دے دے جیسے مثل مشہور ہے اَلْجُوْدُ بِالنَّفْسِ غَایَةُ الْجُوْدِ محبوب کی خاطر جان کی قربانی کر دینا اعلیٰ درجہ کی فیاضی ہے۔

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی زندگی ایثار اور قربانی کا بہترین نمونہ ہے۔ مثلاً حضرت ابو جہم بن حذیفہ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک کے موقعہ پر میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کیوں کہ وہ بھی اس جنگ میں شریک تھے میں نے پانی کا ایک مشکیزہ اپنے ساتھ لے لیا ممکن ہے کہ وہ پیاسے ہوں تو ان کو پانی پلاؤں اتفاق سے وہ ایسی حالت میں ملے کہ وہ دم توڑ رہے تھے اور میں نے پوچھا پانی دوں تو انہوں نے اشارے سے ہاں کہا اتنی دیر میں قریب پڑے ساتھی نے آہ بھری تو میرے چچازاد بھائی نے آواز سنی اور اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا میں اس کے پاس پانی لے کر گیا تو وہ ہشام بن ابی العاص تھے میں نے پوچھا پانی دوں تو اشارہ کیا لیکن قریب پڑے ایک اور ساتھی نے آواز دی اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس کی روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی تھی ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جان بحق ہو چکے تھے اپنے چچازاد بھائی کے پاس لوٹا تو وہ بھی قضائے الٰہی کو لبیک کہہ چکے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ در منثور)

یہ ایثار و قربانی کا کس قدر عظیم نمونہ تھے کہ خود شدت پیاس نے اپنی جان کو جان بخشندہ کے سپرد کر دیا اور جان کنی کے مشکل وقت میں بھی بھائی کی ہمدردی و خیر خواہی کو فراموش نہیں کیا۔

ایثار و قربانی کا دوسرا واقعہ

بخاری شریف میں ہے کہ ایک شخص نے رسول ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ یارسول اللہؐ! میں سخت حاجت مند بھوکا ہوں۔ مجھے کچھ کھلوایئے گا۔ آپؐ نے اپنے گھر آدمی بھیجا کہ کھانے کی کوئی چیز لے آئے۔ لیکن تمام گھروں میں یہی جواب ملا کہ پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ یہ معلوم کر کے آپؐ نے حاضرین سے فرمایا کہ کوئی ہے جو آج رات انہیں اپنا مہمان رکھے' فوراً ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری نے عرض کیا کہ حضورؐ میں انہیں اپنا مہمان رکھوں گا۔ وہ مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا دیکھو! یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں۔ آج گو ہمیں کھانا کچھ بھی نہ ملے لیکن یہ بھوکے نہ رہیں۔ بیوی نے کہا کہ آج تو گھر میں برکت ہی برکت ہے۔ البتہ بچوں کے لئے کچھ ٹکڑے رکھے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بچوں کو بھلا پھسلا کر بھوکا ہی سلا دینا۔ اور ہم تم دونوں بھی اپنے پیٹ پر کپڑا باندھ کر فاقے سے رات گزار دیں گے اور کھاتے وقت چراغ بجھا دینا تاکہ مہمان یہ سمجھے کہ ہم کھا رہے ہیں۔ دراصل ہم کھائیں گے نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ صبح جب یہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص کے رات کے عمل سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا ہے انہی کے بارے میں یہ آیت وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ نازل ہوئی۔

ایثار و قربانی کا تیسرا واقعہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی کو کسی شخص نے بکری کی سری ہدیہ کے طور پر دی۔ انہوں نے خیال کیا کہ میرے فلاں ساتھی

زیادہ ضرورت مند ہیں' کنبہ والے ہیں' اور ان کے گھر والے زیادہ محتاج ہیں' اس لیے ان کے پاس بھیج دی۔ ان کو ایک تیسرے شخص کے بارے میں یہی خیال پیدا ہوا انہوں نے ان کے پاس بھیج دی۔ غرضیکہ اس طرح وہ سات گھروں میں پھر کر وہ سری سب سے پہلے صحابی کے گھر لوٹ آئی۔ (در منثور)

محترم قارئین کرام! ذرا غور فرمائیے کہ وہ شخص جس کے پاس سب سے پہلے یہ سری پہنچی تھی (ہدیہ کے طور پر ملی تھی) سب سے زیادہ ضرورت مند تھے انہوں نے اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دی۔ اور انہوں نے آگے ایک اور کو ترجیح دی انہوں نے اس سے آگے اپنے ساتھی کو ترجیح دی غرض کہ سب سے پہلا شخص سات آدمیوں سے زیادہ ضرورت مند تھا۔ انہوں نے کس طرح اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دی اور دوسروں نے ان کے گھر بھیج دی کہ یہ ہم سب سے زیادہ ضرورت مند و حاجت مند ہے۔

اس واقعہ سے آج ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے کہ آج ہم اپنے اوپر دوسرے مسلمان بھائی کو کتنی ترجیح دیتے ہیں۔

صحابہ کے ان واقعات کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں میں اس وقت یہ ایثار و قربانی کے جذبات موجود تھے۔ مگر آج کیوں مفقود ہوئے جا رہے ہیں کہ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہمارے اندر صحیح مسلمانی ہی نہیں رہ گئی۔ پھر جذبہ ایثار و قربانی کیسے رہ سکتا ہے اس لیے اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھی دلوں میں ایسے جذبات پیدا فرمائے اور ہمارے اندر جو خامیاں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

واقعہ ایثار و قربانی اور تائید ربانی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور بعض صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ اِن دنوں بچوں کی شفاء کے لیے رب العالمین سے کوئی نذر مانیں چنانچہ علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کی خادمہ فضہ نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دونوں بچوں کو شفاء عطا فرمائی تو یہ سب شکرانے کے طور پر تین دِن کے روزے رکھیں گے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وُہ دونوں تندرست ہو گئے مذکورہ تینوں حضرات نے نذر کے روزے رکھنے شروع کر دیئے حضرت علی کے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا انھوں نے تین صاع جو قرض لیے ایک روایت کے مطابق مزدوری کر کے حاصل کیے پہلا روزہ کھول کر بیٹھے حضرت علی نے مغرب کی نماز ادا کی اور حضرت فاطمہ نے روٹیاں پکا کر ان سب کے سامنے رکھیں تو ان کے پاس ایک مسکین آگیا اس نے ان سے کھانے کا سوال کیا تو گھر والوں نے سارا کھانا اسے دے دیا اور خود پانی کے سوا کچھ نہ چکھا دوسرے دن حضرت فاطمہ نے ایک صاع لیا اسے پیسا اور اس نے روٹیاں تیار کیں اور حضرت علی کے سامنے پیش کیں کھانے کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ ایک یتیم دروازے پر آگیا اور اس نے کھانا مانگا انھوں نے سارا کھانا اسے دے دیا اور پانی کے سوا کوئی چیز نہ چکھی تیسرے روز حضرت فاطمہ نے باقی اناج پیسا اور اس کی روٹیاں پکا کر حضرت علی کے سامنے پیش کیں یعنی ابھی گھر کے افراد کھانے

کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ اچانک ایک قیدی دروازے پر حاضر ہوا اور کھانا مانگنے لگا انہوں نے سارا کھانا اٹھا کر اسے دے دیا اور اس روز بھی انہوں نے سوائے پانی کے کچھ نہ چکھا چوتھے روز جبکہ وہ اپنی نذریں پوری کر چکے تو حضرت علی حضرت حسن اور حضرت حسین کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں بچوں کی حالت زار دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور حضرت جبرائیل سورہ الدھر لے کر حاضر ہوئے اور درج ذیل آیات میں مذکورہ واقعہ کی طرف اشارہ کیا۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا ۝
إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُورًا ۝

اور وہ لوگ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں اور ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ (مجمع البیان ص ۴۰۴)

قربانی کی فضیلت

یہ عجیب بات ہے کہ عیدالفطر کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت رکھا جب ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی عبادت کی تکمیل ہو رہی تھی اور عید الاضحیٰ کو اس وقت رکھا جب ماہ ذوالحجہ کے عشرہ اولی میں فریضہ حج کی عظیم عبادت کی تکمیل ہو رہی ہے۔

مسلمان ان عبادتوں پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکر کا نذرانہ پیش کرتے ہیں عید الفطر میں خوشی کا آغاز صدقۃ الفطر سے اور عید الاضحیٰ کے موقع پر خوشی کا آغاز قربانی ذبح کر کے کیا جاتا ہے۔

کتاب و سنت میں قربانی کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے بعض علماء کے نزدیک قربانی کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک بھی سنت مؤکدہ ہے لیکن دلائل کے اعتبار سے جو شخص قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہوں اس پر واجب ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَالْاَبْتَرُ۔

ہم نے آپ کو کوثر دیا ہے۔ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے (دم کٹا ہے)۔

ہجرت کے بعد ۱۰ سال تک رسول اللہ ﷺ مدینہ میں رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے جیسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْمَدِیْنَةِ عَشَرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ (ترمذی)

آپ مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرما رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔

نیز اس سے بھی قربانی کی اہمیت و فضیلت واضح ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر سال دو قربانیاں کیا کرتے تھے ایک اپنی طرف سے دوسری اپنی امت کی طرف سے اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی کہ میرے بعد ایک قربانی میری طرف سے کیا کرو (ترمذی)

نیز قربانی کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے دوزخ سے نجات ملتی ہے گناہ معاف ہوتے ہیں اور بہت زیادہ

ثواب ملتا ہے نیز قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں، بالوں، اور کھروں سمیت آئے گا اس کو ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا جیسے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ عَلَى الْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا (ترمذی و ابن ماجہ بحوالہ مشکوۃ باب الاضحیہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے دن کوئی عمل انسان کا اللہ کے نزدیک قربانی سے زیادہ محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں و بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہو جاتا ہے پس تم خوشی سے قربانی کرو۔

اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ تم اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو کر دیکھو کیوں کہ سب سے پہلا خون کا قطرہ گرنے سے ہی تمہارے پہلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے حضرت فاطمہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ یہ فضیلت صرف اہل بیت کے لئے ہے یا ہمارے سب مسلمانوں کے لئے ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا ہمارے اور سب مسلمانوں کے لئے (بزار ترغیب)

دوسری روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اس کو ستر حصہ زیادہ کر کے تولا جائے گا (ترغیب) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے خوشی اور اخلاص سے قربانی کی اسی کے لئے قربانی دوزخ سے آڑ اور رکاوٹ بن جائے گی (طبرانی)

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے سوال کیا مَاهٰذِهِ الاضاحی یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا سنت اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے صحابہ نے سوال کیا کہ ہمیں اس سے کیا اجر ملے گا آپؐ نے فرمایا لکل شعرۃ حسنۃ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے تو صحابہ نے سوال کیا اون کے بارے میں کیا حکم ہے آپ نے فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی (احمد ابن ماجہ)

قربانی نہ کرنے والے کے لئے وعید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ کَانَ لَهٗ سَعَةٌ وَّلَمْ یُضَحِّ فَلَایَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا (راوہ احمد و ابن ماجہ و صححہ' حاکم)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے نزدیک نہ آئے۔ اس حدیث میں قربانی نہ کرنے والے کے لئے آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

جان کی قربانی

قربانی کے جانور کو جس وقت اللہ کے راستہ میں ذبح کیا جاتا ہے تو وہ اپنے مالک کو (جس نے اسے خرید کر اللہ کی راہ میں قربانی کیا ہے) ایک سبق دے کر جاتا ہے کہ دیکھ تو نے مجھے چند روپاؤں سے خرید کر اور چند دن چارا ڈال کر تو نے میری گردن پر چھری رکھ کر ذبح کر ڈالا ہے تو میں نے تیرے اس فعل پر کسی قسم کا انکار نہیں کیا کیوں کہ تو میرا مالک ہے۔

اسی طرح تیرا بھی ایک مالک ہے جس نے تجھے پیدا کیا ہے اور تجھے روزی بھی دیتا ہے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کر اس کے احکامات کو جان اور جس سے منع کرے اس سے تو رک جا اگر تجھے اس کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان کی قربانی دینا پڑے تو قربانی دینے سے گریز نہ کر۔

چنانچہ اسلام میں بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ اللہ کے بندوں نے اپنے مال کی قربانی دینے کے بعد اگر جان کی قربانی بھی دینی پڑی ہے تو انہوں نے کسی قسم کا انکار نہیں کیا مثلاً

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ ہے ایک دن کفار نے آپ کو سخت دھوپ میں لٹا دیا تو اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔

اِصْبِرُوْا يَا آلَ يَاسِرٍ فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّة

اے آل یاسر صبر کرو بے شک تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔

لیکن ابو جہل کو اس پر بھی تسکین نہ ہوئی اور اس نے نیزہ مار کر ان کو شہید کر دیا نیز اسلام میں سب سے پہلی شہادت کا شرف صرف حضرت سمیہؓ کو ہی نصیب ہوا (اسد الغابہ تذکرہ سمیہؓ)

حضرت حبیب بن زید المازنی الانصاری

حضرت حبیب بن زید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا اس نے حضرت حبیب سے دریافت کیا کہ تم محمد کو کیا سمجھتے ہو تو انہوں نے کہا وہ ہمارے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی برحق

ہیں تو مسیلمہ کذاب نے کہا کہ جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا تھا اور میرے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ یعنی میں بھی رسول ہوں میری رسالت کی تم گواہی دو انہوں نے جواب دیا کہ میں بہرا ہوں تمہاری بات میرے کانوں میں نہیں پہنچتی مسیلمہ کذاب نے غصہ میں آ کر جلاد کو حکم دیا کہ اس کا ایک ایک جوڑ کاٹتے جاؤ اور ہر ایک جوڑ پر میری رسالت کا اقرار کراؤ اگر میری رسالت کی گواہی دے تو چھوڑ دو اور اگر محمدؐ کے رسولؐ ہونے کی گواہی دے تو اس کی بوٹی بوٹی بنا دو چنانچہ وہ جلاد اپنی بات کہتا رہا اور حضرت حبیب بن زید اشھد ان لا الٰہ اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ کہتے رہے آخر ان کے جسم مبارک کے تین سو ساٹھ ٹکڑے کر دیئے گئے اور اپنی جان کی قربانی دے دی مگر انہوں نے مسیلمہ کذاب کی نبوت کی گواہی نہ دی۔

جان دی دی ہوئی تو اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت خنساء کے بیٹوں کی شہادت

حضرت خنساء مشہور شاعرہ اور صحابیہ ہیں یہ اپنی خوشی سے اپنی قوم کے ساتھ آ کر مدینہ میں مسلمان ہوئیں۔ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں جنگ قادسیہ کی لڑائی میں اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ ان نوجوان لڑکوں کو ایک دن جنگ سے پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی میں شرکت کی ترغیب دی فرمانے لگیں۔ اے میرے پیارے بیٹوں تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے اور اپنی مرضی سے ہجرت کی ہے۔ ان کاموں کے لئے تم کو کسی نے مجبور نہیں کیا اللہ کی قسم تم جس طرح ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح تم سب ایک باپ کی اولاد ہو میں نے نہ تمہارے باپ کی خیانت کی نہ تمہارے ماموؤں کو

بدنام کیا ہے اور نہ تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا ہے اور نہ تمہارے نسب کو خراب کیا ہے تم کو معلوم ہے کہ آخرت باقی رہنے والی ہے اور دنیا فنا ہونے والی ہے۔

تو جب کل صبح صحیح و سالم اٹھو اور لڑائی کی جلتی ہوئی آگ دیکھو تو اس کے انگاروں میں گھس جاؤ اور کافروں کا خوب مقابلہ کرو اللہ نے چاہا تو جنت میں نہایت عزت و احترام سے داخل ہو جاؤ گے۔

چنانچہ جب صبح ہوئی اور لڑائی کی آگ خوب تیز ہو گئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک لڑکا نمبروار آگے بڑھا اور اپنی والدہ کی نصیحت کو پڑھ کر جوش میں آتا اور لڑائی کی آگ میں کود پڑتا اور بہادری کے جوہر دکھا کر شہید ہو جاتا۔ اسی طرح چاروں یکے بعد دیگرے بہتوں کو موت کے گھاٹ اتار کر شہید ہو گئے۔ جب والدہ کو ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو اللہ کا شکر ادا کر کے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ان کی شہادت سے مشرف کیا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں ان لڑکوں کے ساتھ رہوں گی (اسد الغابہ)

فرعون کی لڑکی کی خادمہ کی شہادت

امام بیہقیؒ نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات ایک مقام سے مجھے نہایت اعلیٰ قسم کی خوشبو آنے لگی میں نے پوچھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ جواب ملا کہ یہ فرعون کی لڑکی کی خادمہ مشاطہ یا ماشطہ اور اس کی اولاد کے محل کی خوشبو ہے۔

فرعون کی شہزادی کی کنگھی کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اتفاقاً کنگھی گر پڑی تو اس کی زبان سے بے ساختہ بسم اللہ نکل گیا۔ اس پر شہزادی نے کہا اللہ تو

میرے باپ ہی ہیں اس نے جواب دیا نہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو مجھے اور تجھے اور فرعون کو روزی دیتا ہے۔

اس نے کہا کہ کیا تو میرے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے اس نے جواب دیا ہاں میرا اور تیرا اور تیرے باپ کا رب اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنے باپ فرعون کو بتایا تو فرعون بہت غضبناک ہوا اور اسی وقت درباری کو حکم دیا کہ اسؓ کو لایا جائے جب یہ حاضر ہوئیں تو فرعون نے کہا کیا تو میرے علاوہ کسی اور کو اپنا رب مانتی ہے؟ اس نے کہا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بلندیوں اور بزرگیوں والا ہے۔

فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ تانبے کی جو دیگ ہے اسے خوب تپایا جائے اور جب وہ بالکل آگ جیسی ہو جائے تو اس کے بچوں کو اس میں ایک ایک کر کے ڈالنا شروع کرو۔ اس نے کہا بادشاہ میری ایک درخواست ہے۔ وہ یہ ہے کہ میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں ایک ہی جگہ ڈال دینا۔ فرعون نے کہا کہ تیرے حقوق میرے ذمہ کچھ ہیں اس لئے یہ منظور ہے جب سب بچے اس میں ڈال دیئے گئے اور سب جل کر راکھ ہو گئے تو سب سے چھوٹے بچے کی باری آئی جو ماں کی چھاتی سے لگا ہوا دودھ پی رہا تھا فرعون کے سپاہیوں نے جب اسے گھسیٹا تو اس نیک بندی کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ اللہ نے اسی وقت اس بچے کو زبان دے دی اور اس نے بلند آواز سے کہا اماں جان افسوس نہ کرو حق پر جان دینا ہی سب سے بڑی قربانی ہے۔

چنانچہ انہیں صبر آ گیا اسے بھی اس دیگ میں ڈال دیا گیا اور آخر میں ان بچوں کی ماں کو بھی اسی میں ڈال دیا گیا۔

اور اسی مائی کے بیٹوں کی خوشبو کی مہکیں جنتی محل سے آ رہی ہیں۔ اس

کے ساتھ ہی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چار بچے ایسے گزرے ہیں کہ انہوں نے گہوارے میں ہی بات چیت کی۔ ایک تو یہی بچہ دوسرا وہ بچہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی۔ تیسرا وہ بچہ جس نے حضرت جریج کی پاک دامنی کی شہادت دی تھی آخری حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ (ابن کثیر)

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان مال اور اولاد کی قربانی ان لوگوں نے کس طرح دی یہی لوگ عظیم اور کامیاب و کامران تھے جنھوں نے دنیا میں آنے کا مقصد پورا کیا۔

قربانی کے جانور کی شرائط

ا۔ شریعت میں بھیڑ بکری گائے اور اونٹ کی قربانی کرنا جائز ہے۔ اور بھینس بھی گائے کے تحت آتی ہے کیونکہ اس وقت عرب میں موجود نہ تھی اس لئے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں فرمایا لیکن علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ گائے کی جنس سے ہے تو جب گائے کی جنس میں شامل ہے تو اس کی قربانی کرنا بھی جائز ہے۔

۲۔ گائے اور اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر بھی قربانی کریں تو جائز ہے جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

اَلْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ (مسلم و ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گائے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

لیکن ایک روایت کے مطابق اونٹ میں اگر دس آدمی بھی شریک ہوں تو

صحیح سنت کے مطابق ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَّفِي الْبَعِيْرِ عَشَرَةً

راوہ الترمذی و النسائی و ابن ماجہ و قال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب)

ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں پس عید الاضحیٰ آگئی ہم گائے میں سات شریک ہوئے اور اونٹ میں دس۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ میں زیادہ سے زیادہ دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور یہ حدیث یعنی دس والی منسوخ ہے لیکن نسخ کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ جب تک تاریخ معلوم نہ ہو تو دعویٰ نسخ غلط ہے۔

۳۔ قربانی کا جانور دوندا (مسنہ) ہونا چاہیے۔ حدیث میں آتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذْعَةً مِّنَ الضَّانِ (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ ذبح کرو مگر (مسنہ) اگر مشکل ہو جائے تو بھیڑ کا دنبہ جذعہ (یعنی تقریباً ایک سال کا) ذبح کرو۔

مسنہ کی وضاحت

مسنہ وہ جانور ہے جس کے آگے کے دو دانت اکھڑ جائیں۔ بکری کا مسنہ تقریباً دوسرے سال میں گائے کا تیسرے سال میں اور اونٹ کا پانچویں سال میں ہوتا

ہے۔

بعض دفعہ آب و ہوا کے اختلاف سے بکری کا دوسرے سال میں اور گائے کا تیسرے سال میں اور اونٹ کا پانچویں یا چھٹے سال میں مسنہ ہوتا ہے۔

بعض اوقات اس عمر سے پہلے بھی مسنہ (دوندا) ہو جاتا ہے لیکن عمر کے متعلق پورا پتہ نہیں چلتا اس لئے شریعت نے ایک قانون بنا دیا ہے جس سے ہر شخص کو اس کا مسنہ (دوندا) ہونا معلوم ہو جائے۔ وہ یہ ہے کہ آگے کے دو دانت اکھڑ جائیں۔

نیز بکری' گائے اور اونٹ دوندے ہونے کے بغیر قطعاً جائز نہیں مگر بھیڑ اور دنبہ کا جزعہ جائز ہے۔

لیکن جو اجازت حضرت عقبہ بن عامرؓ کو رسول اللہ ﷺ نے بکری کا جزعہ کرنے کی دی تھی یہ صرف ان کے ساتھ خاص ہے کیونکہ سنن کبریٰ بیہقی میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا اے عقبہ صرف یہ تیرے لئے جائز ہے۔

قربانی کے جانور کے وہ عیوب جن کی وجہ سے قربانی جائز نہیں

قربانی اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے تو پھر انسان پر لازم آتا ہے کہ وہ بھی اپنی محبوب چیز کی قربانی کرے۔ اسی طرح جب انسان قربانی کے لئے جانور کو خریدے تو اس جانور کو بھی خوب اچھی طرح دیکھ کر خریدے تاکہ اس میں کسی قسم کا کوئی عیب نہ ہو کیونکہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ (راوہ الترمذی و ابوداؤد و النسائی والدارمی و ابن ماجہ)

ہمیں حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسی قربانی نہ کریں جس کا کان اگلی جانب سے پھٹا ہو یا پچھلی طرف سے اور نہ وہ جانور جس کا کان لمبائی یا گولائی میں پھٹا ہو۔

اور حضرت علیؓ سے ابن ماجہ میں ایک اور روایت آتی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ایسے جانور کی قربانی سے جس کے سینگ ٹوٹے اور کان کٹے ہوں۔

ترمذی میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ایسے جانوروں کی قربانی سے جس کا کانا پن ظاہر ہو بیمار جس کی بیماری نمایاں ہو لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور بڑی عمر والا جو گودا نہ رکھتا ہو۔

مسند احمد' ابوداؤد' حاکم اور تاریخ بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا صفرہ سے (یعنی جس کا کان اکھڑ گیا ہو) اور مستاصلہ (جس کا سینگ ٹوٹا ہو) اور نجفاء سے (جس کی آنکھ میں نقص ہو) اور مشیعہ سے (جو کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہ چل سکے) اور کیسرہ سے (جس کی ہڈی میں مغز نہ ہو)

نوٹ

وہ جانور جس کا سینگ اگا ہی نہ ہو وہ جائز ہے۔ احناف کے نزدیک نصف سے کم کان کٹا ہو اور اسی طرح سینگ نصف سے کم ٹوٹا ہو تو جائز ہے۔

قربانی کرنے کا مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ (الحج آیت ۳۷)

اللہ تعالیٰ کو نہ ان کے گوشت نہ ان کے خون پہنچتے ہیں بلکہ اسے تمہارے دل کی پرہیزگاری (تقویٰ) پہنچتی ہے اس طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارا مطیع کردیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس لئے کہ اللہ نے تم کو راہ ہدایت پر لگایا ہے اور اے نبی بشارت دے نیکی کرنے والوں کو۔

شان نزول

جاہلیت کے زمانے میں اہل عرب جس طرح بتوں کی قربانی کا گوشت بتوں پر لے جاکر چڑھاتے تھے اسی طرح اللہ کے نام کی قربانی کا گوشت بیت اللہ کے سامنے لاکر رکھتے اور خون اس کی دیواروں پر چھڑکتے مسلمان ہوکر صحابہؓ نے اسی کے بارے سوال کیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اصل چیز جو اللہ کے حضور پیش ہوتی ہے وہ جانوروں کا خون اور گوشت نہیں تمہارا تقویٰ ہے اسی کو قبول فرماتا اور اسی پر بدلہ عنایت فرماتا ہے۔ یہی بات حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف اور تمہارے مال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ

تمہارے دل اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات آیت ۱۳)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں سے بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر طواف کیا اور ارکان کو آپ اپنی چھڑی سے چھو لیتے تھے پھر چھڑی کو چومتے چونکہ مسجد میں اونٹنی بٹھانے کی جگہ نہ ملی تو لوگوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ اتارا اور اونٹنی کو بطن سیل میں لے جا کر بٹھایا اس کے بعد آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا لوگو اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے اسباب اور جاہلیت کی باپ دادوں پر فخر کرنے کی رسم اب دور کر دی ہے پس انسان دو ہی قسم کے ہیں یا تو نیک و پرہیز گار جو خدا کے نزدیک بلند مرتبہ ہیں یا بدکار غیر متقی جو خدا کی نگاہوں میں ذلیل و خار ہیں اس کے بعد آپ نے یہی آیت تلاوت کی۔

تقویٰ کی تعریف

تقویٰ اصل میں وقوی ہے وقایت سے ماخذ ہے جس کا معنی بری چیزوں سے بچ رہنے کے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کبھی کانٹے دار راستے میں چلے ہو؟ جیسے وہاں اپنے کپڑوں اور جسم کو بچاتے ہو ایسے ہی گناہوں سے بال بال بچنے کا نام تقویٰ ہے۔

جیسے ابن المعتز شاعر کا قول ہے۔

خل الذنوب صغیرها
وکبیرها ذلك التقی
واصنع کماش فوق ارض
الشوك یحذر ما یری
لا تحقرن صغیره
ان الجبال من الحصی

چھوٹے اور بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دو یہی تقویٰ ہے ایسے رہو جیسے کانٹوں والی راہ پر چلنے والا انسان کانٹا دیکھتا ہے تو بچتا ہے۔ چھوٹے گناہوں کو ہلکا نہ جانو دیکھو پہاڑ کنکریوں سے ہی بن جاتے ہیں۔

کسی عربی کے شاعر نے تقویٰ کی تعریف کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

لیس العید لمن لبس الجدید
انما العید لمن خاف بالوعید
لیس العید لمن تبخر بالعود
انما العید لمن تاب ولا یعود
لیس العید لنمن نصب القدور
انما العید لمن سعد بالمقدور
لیس العید لمن تزین بزینه الدنیا
انما العید لمن تزود بزاد التقوی
لیس العید لمن رکب المطایا
انما العید لمن ترك الخطایا
لیس العید لمن بسط البساط

انما العید لمن جاوز الصراط

عید ان کی نہیں جنہوں نے عمدہ لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کر لیا عید تو ان کی ہے جو خدا کی وعید اور پکڑ سے ڈر گئے۔

عید ان کی نہیں جنہوں نے آج بہت سی خوشبوؤں کا استعمال کیا عید تو ان کی ہے جنہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اس پر قائم رہے۔

عید ان لوگوں کی نہیں جنہوں نے بڑی بڑی دیگیں چڑھا دیں اور بہت سے کھانے پکائے عید تو ان کی ہے جنہوں نے حتی الامکان مقدور کے ساتھ سعادت حاصل کی اور نیک بننے کا عہد کیا۔

عید ان کی نہیں جو دنیاوی زینت کے ساتھ نکلے عید تو ان کی ہے جنہوں نے تقویٰ پرہیز گاری کو توشہ بنا لیا۔

عید ان کی نہیں جنہوں نے عمدہ سواریوں پر سواری کی۔ عید تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے گناہوں کو ترک کر دیا۔

عید ان لوگوں کی نہیں جنہوں نے اعلیٰ درجے کے قالینوں سے اپنے مکانوں کو آراستہ کر لیا عید تو ان کی ہے جو دوزخ کے پل سے گزر گئے۔

تقویٰ کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے نسب نامے کوئی کام دینے والے نہیں تم سب برابر حضرت آدم علیہ السلام کے لڑکے ہو کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہاں اگر کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو دین و تقویٰ سے ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مقام عطا فرمایا اور اپنی رضا کا دنیا میں ہی سرٹیفکیٹ عطا کیا اور جنت کی بشارت دنیا میں ہی دی یہ سب کچھ اس وقت عطا کیا جب ان کے تقویٰ کا امتحان خود اللہ تعالیٰ نے لے لیا

جیسے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ۔ (الحجرات آیت ۳)

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا امتحان اللہ تعالیٰ نے لیا ہے تقویٰ کے لئے' ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

اگر خالص نیت کے ساتھ صرف اللہ کے لئے قربانی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جائے گی ورنہ خون اور گوشت یہیں رہ جائے گا۔

قربانی کرنے والے کے لئے حکم

جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جب ذی الحجہ کا چاند نظر آ جائے تو اس کے بعد قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن وغیرہ کو نہ کٹائے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ رَأَى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ (مسلم)

جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کرنے کا ارادہ رکھے تو وہ بال اور نہ ناخن کٹائے۔

ابوداؤد میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص قربانی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ بھی چاند دیکھ کر عید کی نماز تک حجامت نہ بنوائے تو قربانی کا ثواب پائے گا۔

فضائل واحکام عشرہ ذی الحجہ

ارشاد ربانی ہے وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ معین دنوں میں

اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کریں۔ اس سے ذوالحجہ کے پہلے دس دن مراد ہیں' سورۃ الحج)
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ ان چند دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو' (البقرہ)
اس سے ایام تشریق یعنی ۱۱' ۱۲' ۱۳ ذوالحجہ مراد ہیں (ابن عباس بخاری شریف)
ان تیرہ دنوں میں اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنا چاہئے۔

اس کے علاوہ حدیث شریف میں ان دس دنوں کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مَا مِنْ اَيَّامٍ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا الْعَمَلَ فِيْهِنَّ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ يَعْنِيْ مِنَ الْعَشْرِ فَاَكْثِرُوْا فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَذِكْرِ اللّٰهِ وَاَنَّ صِيَامَ يَوْمٍ مِنْهَا يَعْدِلُ بِصِيَامِ سَنَةٍ وَّالْعَمَلِ فِيْهِنَّ يُضَاعَفُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (ترغیب ج ۳ ص ۱۹۹)

(ترجمہ) ذوالحجہ کے عشرہ کے دس دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے افضل ہیں اور ان دنوں میں عبادت اللہ تعالیٰ کو سب دنوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے لہٰذا تم ان دونوں میں کثرت سے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے رہو۔ ذکر الٰہی بہت کرتے رہو' اور ان دنوں میں ایک روزہ ایک سال کے روزہ کے برابر ہے۔ اور ان دنوں کی ایک نیکی کا ثواب سات سو نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔

دوسری حید میں اس طرح ارشاد گرامی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنْ اَيَّامِ الْعَمَلِ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ يَعْنِي الْاَيَّامِ الْعَشْرَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَالِكَ

بِشَيْئٍ (ترمذی)

(ترجمہ) اللہ تعالٰی کو نیک عمل جس قدر عشرہ ذوالحجہ میں محبوب ہے اتنا دوسرے دنوں میں نہیں ہے تو صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں ہے۔ مگر وہ مجاہد جو جان و مال لے کر اللہ کے راستہ میں نکلا اور شہید ہو گیا وہاں سے کوئی چیز واپس نہیں آئی وہ مجاہد البتہ سب سے افضل ہے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ ان دس دنوں میں نیکی نماز' روزہ اور ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل و تکبیر اور تلاوت قرآن کا درجہ جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَامِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشْرَةِ اَيَّامِ ذِي الْحَجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كل يوم منها بصيام سنه وقيام كل ليله منها بقيام ليله القدر (جامع ترمذی)

(ترجمہ) عشرہ ذی الحجہ میں اللہ تعالٰی کو عبادت بہت پسند ہے ان دنوں میں ایک روزہ رکھنے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر ملتا ہے۔ اور ہر رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ملتا ہے۔

اس کے علاوہ عرفہ یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ نے فرمایا ہے۔

مَامِنْ يَوْمٍ اَفْضَلَ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِيْ بِاَهْلِ الْاَرْضِ اَهْلَ السَّمَاءِ

فَيَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِيْ جَاءُوْنِيْ شُعْثًا غُبْرًا ضَاحِيْنَ جَاءُوْا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ يَّرْجُوْنَ رَحْمَتِيْ وَلَمْ يَرَوْا عَذَابِيْ فَلَمْ يُرَيَوْمٌ اَكْثَرَ عَتِيْقًا مِنَ النَّارِ مِنْ عَرَفَةَ (بزاز' ابن خزیمہ)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور آسمان والوں سے زمین والوں پر فخر کر کے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو' دور دراز سے' پراگندہ سر گرد آلود یہاں پر آئے ہیں میری رحمت کی امید کرتے ہیں اور میرے عذاب کو دیکھا نہیں ہے اسی نویں تاریخ کو بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔

دوسری روایت میں یوں آیا ہے عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ فخر کرتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو! پراگندہ سر غبار آلود دور دراز سے میرے پاس آئے ہیں اور میں تم گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ ان میں فلاں شخص گنہ گار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان سب کو معاف کردیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ (ابن خزیمہ' ترغیب)

اور رحمت خداوندی سب کو گھیر لیتی ہے اور زمین میں اس کی مغفرت پھیل جاتی ہے اور جس نے اپنے ہاتھ اور زبان کی نگرانی کی ہے ان کو وہ رحمت گھیر لیتی ہے۔ ابلیس اور اس کی ذریت (اولاد) پہاڑوں پر چڑھ کر حاجیوں کو دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں اور چلاتے ہیں۔ حضرت عباس بن مرادس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کی مغفرت کے لئے دعا کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا' آپ کی تمام امت کو بخش دوں گا مگر ظالم اور حقوق العباد کو نہیں بخشوں گا' جب تک ظالم سے مظلوم کا حق نہ دلا دوں۔ آپ نے عرض کیا خدایا! اگر تو چاہے تو مظلوم

کو اس کا حق جنت سے دے سکتا ہے۔ اس شام کو بھی آپ کی درخواست منظور نہیں ہوئی۔ مزدلفہ میں پھر صبح کو آپ نے اسی دعا کو دہرایا تو آپ کی دعا قبول ہوئی۔ حدیث کا راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس وقت آپ کے ہنسنے کا معمول نہیں ہے آپ کیسے ہنس پڑے؟ اضحک اللہ سنک یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو ہنساتا رہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس نے جب میری دعا کی قبولیت کی بابت معلوم کر لیا تو ہائے واویلا کرتے ہوئے اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اس رسوائی کو دیکھ کر مجھے بھی ہنسی آگئی۔ (ابن ماجہ)

نو ذوالحجہ کو روزہ رکھنے کی فضیلت

بہرحال نویں تاریخ کی بڑی فضیلت ہے اسی لئے اک دن روزہ رکھنے سے دو سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ یعنی نویں تاریخ کے روزہ کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یکفر السنہ الماضیہ والباقیہ (مسلم الصحیح) یعنی کہ جو روزہ رکھتا ہے اس کے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک گزشتہ سال کے اور ایک آئندہ سال کے۔

تکبیرات

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں چلتے پھرتے کبھی کبھی تکبیر کہتے رہتے اور نمازوں کے بعد بھی۔ اور نویں تاریخ سے تیرھویں تاریخ تک تکبیر کہنا سنت ہے۔ تکبیریوں کہنی چاہئے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

اور یوں بھی ثابت ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

ان تکبیروں کو عید گاہ میں اور عید گاہ میں آتے اور جاتے وقت اور راستوں میں پڑھنا چاہئے۔

مسنونات روز عید

عید کی صبح اٹھ کر روز مرہ کی ضروریات سے فارغ ہو کر عید کی نماز کے لئے تیاری کرنی چاہئے اور مندرجہ ذیل کام کرنے چاہئے۔

☆ عید کے دن نماز کے لئے غسل کرنا اور بقدر استطاعت اچھا لباس پہننا' مسواک کرنا' خوشبو لگانا

☆ عید گاہ جانے سے قبل کچھ کھانا اگر عید الفطر ہو اور افضل یہ ہے کہ کھجوریں کھائی جائیں اور ہوں بھی طاق۔ لیکن اگر عید الاضحیٰ ہو تو بغیر کھائے نماز کے لئے نکلنا چاہئے کیونکہ حدیث میں آتا ہے نبی اکرم ﷺ عید الفطر کی نماز کے لئے اس وقت تک نہیں نکلتے تھے جب تک کچھ کھا نہ لیتے اور عید قربانی میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاتے تھے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے (احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو صحیح کہا ہے)

☆ عید گاہ پیدل جائے بوجہ عذر سواری پر بھی جانا جائز ہے (ترمذی)

☆ مرد' عورتیں اور بچے سب عید گاہ جائیں بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر' (برقعہ) نہ ہو تو کوئی دوسری عورت اسے اپنے برقعہ وغیرہ میں لے جائے (بخاری و مسلم)

☆ وہ عورتیں بھی عید گاہ میں حاضر ہوں جنہیں حیض آیا ہو لیکن وہ نماز

سے علیحدہ رہیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں (بخاری و مسلم)

☆ عید گاہ میں نماز عید سے پہلے یا بعد میں نوافل نہ پڑھے حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن دو رکعت نماز پڑھی اس سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا (متفق علیہ)

☆ اگر عید جمعہ والے دن ہو تو عید کی نماز پڑھ چکنے کے بعد جمعہ پڑھنا افضل ہے اور جمعہ نہ پڑھے اور ظہر کی نماز پڑھ لے تو بھی جائز ہے (ابن ماجہ)

☆ عیدین کے دن روزہ رکھنا حرام ہے (مسلم)

☆ عید گاہ میں جس راستہ سے جائے پھر دوسرے راستہ سے واپس آئے اور راستہ میں تکبیریں پڑھتے رہیں اگر عید الاضحیٰ ہے تو ۱۳ ذی الحجہ تک تکبیرات پڑھیں اور عید کی نماز کے بعد گھر آ کر کچھ کھانے سے پہلے اپنی قربانی کا گوشت کھانا چاہیے۔

☆ عید کی نماز باہر کھلے میدان میں ادا کرنا چاہیے لیکن بوجہ عذر مسجد وغیرہ میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

ترکیب نماز عید

عید کی نماز بعض کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت موکدہ ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ ادا فرمائی ہے زندگی میں کبھی بھی نہیں چھوڑی آپ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی نہیں ترک کی اس پر تمام مسلمانوں کا

اجماع ہے۔

ہر مسلمان عاقل بالغ اور مقیم کے لئے یہ نماز مسنون ہے خواہ مرد ہو یا عورت اس کی دو رکعات ہیں جو بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی جاتی ہیں حضرت جابرؓ فرماتے ہیں۔

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِلَا اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ (مسلم و احمد)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئی مرتبہ عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی ہے۔

اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ صف بندی کے بعد امام اور مقتدی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں یا کانوں تک اٹھا کر سینے پر ہاتھ پر ہاتھ باندھ لیں اور دعائے استفتاح پڑھیں اس کے بعد امام سات مرتبہ بلند آواز سے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے اور مقتدی آہستہ کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کر کے ہاتھ باندھ لیا کریں۔

اس کے بعد امام تعوذ اور تسمیہ کے بعد جہر سے سورۃ فاتحہ پڑھے اور اس کے بعد سورۃ ق یا سورۃ اعلیٰ پڑھے اور مقتدی صرف سورۃ فاتحہ آہستہ آہستہ پڑھیں۔ اس کے بعد رکوع اور سجدہ کر کے دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

اب قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کر کے ہاتھ سینے پر باندھ لیا کریں اس کے بعد امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے سورۃ فاتحہ پڑھیں اور بعد میں امام سورۃ القمر یا غاشیہ جہر سے پڑھے پھر رکوع اور سجدہ وغیرہ کرنے کے بعد تشہد پڑھے اور بعد میں سلام پھیر دے۔ نماز

ختم ہو جانے کے بعد امام دو خطبے پڑھے جس میں لوگوں کے لئے نصیحت ہو اور لوگ خاموشی سے خطبہ سنیں اس لئے نبی اکرم ﷺ کا طریقہ یہی تھا جیسے

۱۔ امام ابن خذیمہ نے صحیح ابن خذیمہ ج ۲ \ ۳۴۹ میں باب قائم کیا ہے۔

باب عدد الخطب فی العیدین والفصل بینھما بجلوس

اس میں حضرت عبد اللہ ؓ سے حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبے دیتے تھے اور درمیان میں بیٹھتے تھے۔ علامہ البانی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں اسنادہ صحیح۔

۲۔ امام نسائیؒ اپنی سنن ج ۱ \ ۱۸۷ میں حضرت جابر بن سمرة ؓ سے روایت لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیتے تھے۔

۳۔ مسند الشافعی صفحہ نمبر ۷۷ پر ہے فقہائے اہل مدینہ کے نامور امام عبید اللہ بن عتبہ فرماتے ہیں سنت ہے کہ عیدین میں دو خطبے ہوں۔

بارہ تکبیروں کی وضاحت

عیدین میں بارہ تکبیریں ہوتی ہیں قراء ت سے پہلے جیسے حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّكْبِيْرُ فِي الْفِطْرِ سَبْعٌ فِي الْأُوْلٰى وَ خَمْسٌ فِي الْأُخْرٰى وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلْتَيْهِمَا

(ابو داؤد)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ اور قراء ت ان دونوں کے بعد ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى فِي الْأُوْلٰى سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ وَّفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا سِوٰى تَكْبِيْرَتَيِ الرُّكُوْعِ

رسول اللہ ﷺ رکوع کی تکبیرات کے علاوہ بارہ تکبیرات کہا کرتے تھے

علامہ البانی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے۔ (ارواء الغلیل ۶۳۹ صحیح ابوداؤد' حدیث نمبر۱۰۴۶ صحیح ابن حبان حدیث نمبر۱۰۵۸)

آئمہ کرام

۱۔ امام مالک' امام شافعی' امام احمد' امام اسحاق بارہ تکبیرات کے قائل ہیں۔

۲۔ خلیفہ ہارون الرشید کو اپنے دادا عبد اللہ بن عباس ؓ کی تکبیرات پسند تھیں اس لئے امام ابو یوسف اور امام محمد بارہ تکبیرات کہا کرتے تھے۔

(الانصاف شاہ ولی اللہ صفحہ ۶۲ طبع بیروت عرف الشذی مولانا انور شاہ کشمیری صفحہ ۲۳۱ طبع سہارنپور)

۳۔ حضرت عمر بن عبد العزیز اور فقہائے اہل مدینہ کا بھی یہی عمل تھا (نیل الاوطار ج ۳ \ ۳۶۷)

۴۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ پہلی رکعت میں سات تکبیرات قرات سے پہلے اور دوسری رکعت میں پانچ قرات سے پہلے کہی جائیں۔

(غنیۃ الطالبین ترجمہ شمس بریلوی کراچی ص ۵۴۰)

تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین

۱۔ حضرۃ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین میں بارہ تکبیریں فرمائی ہیں (ترمذی)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں اور قراءۃ دونوں رکعتوں میں تکبیروں کے بعد ہوگی (ابوداؤد)

۳۔ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جیسا کہ مغنی میں ہے۔

كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ (المغنی)

ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

اور حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انه كان يرفع يديه في كل تكبيرة في الجنازة وفي العيد۔ (الاثرم مغنی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنازہ اور عید کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

اور حضرۃ ابن عمرؓ کے بارے میں ہے

يَرْفَعُهُمَا فِي تَكْبِيْرِهَا قَبْلَ الرُّكُوْعِ (ابوداؤد والبیہقی)

رکوع سے پہلے ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

قراءت نماز عیدین

صلوۃ عیدین میں آپ کی قراءت کے متعلق حضرت ابو واقد اللیثی فرماتے ہیں کہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى "بِقٓ" وَ"اقْتَرَبَتْ" (مسلم)

نبی اکرم ﷺ عیدین میں سورۃ ق اور سورۃ القمر پڑھتے تھے اور حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ

پڑھا کرتے تھے۔

نوٹ

یہ دونوں عمل آپ سے ثابت ہیں جو چاہے انسان پڑھ سکتا ہے ان دونوں احادیث کی روشنی میں۔

قربانی کرنے کا ابتدائی وقت

قربانی کرنے کا ابتدائی وقت نماز عید ادا کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے جو شخص اپنی قربانی عید کی نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کرلیتا ہے اس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ حضرت جندب بن سفیان بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں عید الاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو جب آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی آپ نے ان بکریوں کی طرف دیکھا جو ذبح کی گئیں آپ نے فرمایا جو کوئی نماز سے قبل ذبح کرچکا ہے اسے چاہئے کہ ایک اور بکری اس کی بجائے ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کی تو اب اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی عید کی نماز کے بعد کرنی چاہئے اور گوشت ذبح کرنے کے بعد کھانا چاہئے لیکن اگر کوئی انسان زندہ بکری یا کسی قربانی کے جانور سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر کھالیتا ہے وہ حرام ہے۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَاقُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَمَيِّتٌ (ابوداؤد ترمذی)

کہ زندہ جانور سے جو کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے۔

قربانی کرنے کا طریقہ

ذبح کرنے سے پہلے قربانی کے جانور کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو باندھ دو

تاکہ ذبح کرنے میں سہولت ہو اور جانور کے چہرے کا رخ قبلہ کی طرف کر دو اور چھری کو خوب تیز کر لو۔ لیکن جانور کے سامنے مت تیز کرو۔ اور نہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرو۔ اور خون گرنے کے لئے کسی جگہ گڑھا کھودو تاکہ خون بہہ کر اس میں جمع ہو جائے۔ اور اس کی آنکھیں بند کر دو۔ اور اپنے داہنے ہاتھ سے چھری لے کر مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر ذبح کرو۔ اور ذبح کے بعد جانور کے ہاتھ اور پاؤں کھول دو۔ اور دعا یہ ہے۔

إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ إِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ تَقَبَّلْ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔

ترجمہ: میں اس اللہ کی طرف متوجہ ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے میں سب سے الگ ہو کر صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس کے فرماں بردار لوگوں میں سے ہوں الٰہی میں تیری خوشنودی کے لئے یہ قربانی کرتا ہوں۔ تو اس کو قبول فرما۔ جس طرح تو نے اپنے خلیل (دوست) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی قبول فرمائی ہے۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔

اسی طرح اگر تم کسی دوسرے کی جگہ پر قربانی کر رہے ہو تو منی کی جگہ

منی کہہ کر اس کا نام لے لو۔ اور پھر دعا پوری کر کے ذبح کرو۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

قربانی کتنے دن تک کرنا جائز ہے؟

قربانی کس وقت تک ہو سکتی ہے اس کے بارے آئمہ کا اختلاف درج ذیل ہے:

اختلاف مذاہب

۱۔ قربانی صرف عید کے دن ہو سکتی ہے یہ مذہب ابن سیرین حمید بن عبد الرحمٰن اور داوٗد ظاہری کا ہے۔

۲۔ شہر والوں کے لئے صرف عید والا دن اور منیٰ والوں کے لئے تین دن۔ یہ مذہب سعید بن جبیر اور جابر بن عبداللہ کا ہے۔

۳۔ محرم کا چاند طلوع ہونے تک قربانی کرنا جائز ہے۔ یہ مذہب ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف' سلیمان بن یسار اور ابن حزم کا ہے۔

یہ تینوں مذاہب نہایت کمزور اور ضعیف ہیں (نیل الاوطار ج ۵ \ ۱۴۲)

۴۔ یوم النحر کے چھ دن بعد تک جائز ہے۔ یہ حضرت قتادہ کا مذہب ہے (فتح الباری ج ۱۰ \ ۸)

۵۔ دس دن تک قربانی جائز ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ \ ۸)

۶۔ قربانی صرف بارہ تاریخ تک جائز ہے یہ مذہب امام احمد' امام مالک اور امام ابو حنیفہ" کا ہے۔

۷۔ قربانی تیرہ تاریخ تک جائز ہے۔ یہ مذہب اہل حدیث۔ شافعی اور حسن بصری" وغیرہم کا ہے۔

نوٹ: آخری دونوں عمل دلیل و عمل کے اعتبار سے راجح ہیں لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) کو قربانی کرنا افضل واعلیٰ ہے اور نبی اکرم ﷺ کی سنت اور دائمی عمل ہے (بخاری)
لیکن دلائل کے اعتبار سے آخری مذہب ہی قوی اور مضبوط ہے کیونکہ قربانی عید کے تین دن بعد (تیرہ تاریخ) تک جائز ہے۔

کتاب و سنت سے دلائل

قارئین کرام جب ہم کتاب و سنت کا مطالعہ نظر عمیق سے کریں تو ہمیں روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ قربانی تیرہ تاریخ تک جائز ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔ (الحج آیت ۲۸)

اور یاد کریں اللہ کا نام معلوم دنوں میں ان چیزوں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہیں چوپایوں سے پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاجوں کو۔
اس آیت میں حلال جانوروں کے ذبح کرنے کا بیان ہے تو مسلمان اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قربانی کے جانور کو ذبح کریں اور قربانی کے وقت کے لئے "ایام معلومات" مفرد ذکر کرنا تھا مگر یہاں معلومات جمع کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔
تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہاں دنوں سے مراد صرف تین دن نہیں بلکہ اس سے زائد ہیں کیونکہ علم بلاغت میں قاعدہ ذکر ہے کہ جمع قلت کی صفت جمع کا صیغہ جہاں آئے وہاں مراد تین دن سے زائد عدد ہوتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہاں قربانی کے تین دن نہیں بلکہ تین سے زائد ہیں اور وہ چار ہیں، صحابہ کرام کیونکہ بلاغت کے ماہر تھے اس لئے انہوں نے یہی تفسیر کی ہے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اَلْاَیَّامُ مَعْلُوْمٰتٌ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ بَعْدَ یَوْمِ النَّحْرِ (ابن کثیر ج ۱\ ۲۴۵)
معلوم دن تین ہیں عید کے دن کے بعد (۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ تاریخ تک)

۲۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے۔

فَدَلَّ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ بَعْدَ یَوْمِ النَّحْرِ (ابن کثیر ج ۱\ ۲۴۵) (و تفسیر معالم التنزیل ص ۸۹)

اس فرمان نے دلالت کی ہے قربانی کے تین دنوں پر یوم النحر یعنی قربانی کے دن کے بعد (وہ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ہیں)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمَعْلُوْمَاتَ یَوْمُ النَّحْرِ وَ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ بَعْدَهٗ (فتح الباری شرح بخاری ج ۲ \ ۲۶۶) بے شک معلومات قربانی کا دن اور تین دن اس کے بعد

یہ تین صحابہ کرام کی تفسیریں ہیں اور تینوں جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں ایک حضرت عبد اللہ بن عمر جو سنت رسول ﷺ کے عاشق ہیں دوسرے حضرت علیؓ جن کے علم کی گواہی خود نبی اکرم ﷺ نے دی ہے اور تیسرے عبد اللہ بن عباس جو سب مفسرین کے سردار ہیں ان تینوں نے مذکورہ ارشاد باری تعالیٰ سے یہی ثابت کیا ہے کہ ایام معلومات سے مراد چار دن ہیں تین نہیں۔

کتب تفاسیر سے اس آیت کی وضاحت

۱۔ تفسیر جامع البیان

مصنف جامع البیان اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عید کا دن اور اس کے بعد تین دن قربانی کے ہیں (جامع البیان ص ۲۸۸)

۲۔ تفسیر مدارک

یہ احناف کی مشہور ترین تفسیر ہے اس کے مصنف بھی اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ قربانی کے چار دن ہیں اور یہی تشریق کے دن ہیں اور یہی مذہب امام ابو یوسف' امام محمد کا ہے (تفسیر مدارک ص ۱۰۰)

۳۔ تفسیر جلالین

یہ تفسیر کی کتاب تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اس کے پہلے پندرہ پاروں کی تفسیر علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے کی ہے اور دوسرے پندرہ پاروں کی تفسیر علامہ جلال الدین محلیؒ نے کی ہے یہ محدث بھی ہیں انہوں نے سورۃ الحج کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

ایام معلوم عشر ذوالحجہ یا عرفہ کا دن ہے یا یوم النحر سے آخر ایام التشریق نیز ایام تشریق سب قربانی کے دن ہیں۔ (جلالین ص ۲۸۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید کی نص صریح سے یہ ثابت ہے کہ قربانی چار دن تک جائز ہے اور جو لوگ اس کے خلاف تاویلیں کرتے ہیں وہ سنت رسول کے تارک ہیں۔

قرآن کریم کی دوسری آیت سے استدلال

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى (البقرہ آیت ۲۰۳)

یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کو گنتی کے دنوں میں پس جو شخص جلدی کرے دو دنوں میں کوئی گناہ نہیں اس پر اور جو شخص دو دنوں سے تاخیر کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ان لوگوں کے لئے جو پرہیزگار ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کو گنتی کے دنوں میں تو اس بات پر سب علماء کا اتفاق ہے کہ گنتی کے دن وہی ہیں جن کو دوسری جگہ معلوم دن کہا گیا ہے اور معلوم دنوں کے متعلق صحابہ کرام کی تفسیر گزر چکی ہے کہ وہ چار دن ہیں یعنی ایک عید کا دن اور تین دن اس کے بعد کے جیسے حضرت ابن عمرؓ کا فرمان ہے "اَلْاَيَّامُ الْمَعْلُوْمَاتُ الْمَعْدُوْدَاتُ" کے معلوم دن ہی گنتی کے دن ہیں اور یہی تفسیر حضرت علی اور ابن عباس سے منقول ہے (ابن کثیر ج ۱ \ ۲۴۵)

نیز منیٰ میں قیام کرنا تیرہ ذی الحجہ کی مغرب تک سنت ہے لیکن بعض حاجیوں کو بعض مجبوریوں کی بنا پر جلدی جانا ہوتا ہے اس لئے عید کے بعد تین دن کا قیام نہیں کر سکتے تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے اجازت دی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی یہاں ایسے لوگوں کو اجازت دے دی ہے اور فرمایا کہ عید کے بعد دو دنوں میں یعنی گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں کوئی آدمی جلدی کر کے منیٰ سے واپس ہو جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص ان دو

دونوں کے بعد تاخیر کرے اور منیٰ میں ٹھہرا رہے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ گیارہویں تاریخ کے بعد جو آدمی تاخیر کرے گا وہ تیرہویں تاریخ ذوالحجہ کی ہو گی اور تیرہویں تاریخ تک منیٰ میں رہنے کا مطلب یہ ہے کہ تیرہویں تاریخ کو بھی جو شخص چاہے منیٰ میں قربانی کر سکتا ہے۔ کیونکہ کہ منیٰ میں قیام کا مطلب ہی قربانی کرنا ہوتا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ تیرہویں تاریخ کو قربانی جائز ہے۔ ورنہ منیٰ میں ٹھہرنے کا کوئی مطلب ہی نہیں اسی لئے حافظ ابن قیم" فرماتے ہیں کہ منیٰ کے ایام رمئی جمار یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے کے ہیں اور یہی چار دن ایام منیٰ اور ایام تشریق کہلاتے ہیں اور ان میں روزہ رکھنا منع ہے اور ان میں ہر باجماعت نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنا بھی سنت ہے۔

جب یہ چاروں دن ان پانچ احکام میں مشترک ہیں تو پھر صرف قربانی کے عدم جواز میں چوتھا دن دوسرے تین دنوں کے ساتھ مشترک کیوں نہ ہو جب کہ قرآن کے سورۃ البقرہ والے فرمان میں ان دونوں کا ہی بیان ہے تو پھر پانچ احکام میں ان کا ایک جیسا ہونا اور چوتھے دن کو قربانی کا ناجائز ہونا یہ قرآن کے اسلوب بیان کے بھی خلاف ہے اور بلا دلیل بھی ہے کیونکہ چوتھے دن کی قربانی کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں (زاد المعاد ج ۱\ ۲۴۶)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اس جگہ نحر کیا ہے اور منیٰ سارا نحر کی جگہ ہے (بخاری و مسلم جلد ۱ کتاب المناسک)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ منیٰ میں قیام کا مقصد قربانی کرنا ہے تو تیرہویں تاریخ کے دن کا قیام قربانی کرنے کے لئے قرآن مجید سے ثابت ہوا۔

لفظ منیٰ کی وضاحت

پہلے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے کہ منیٰ سارا نحر کی جگہ ہے۔ اس حدیث کی شرح میں امام نودیؒ اور امام راغبؒ فرماتے ہیں کہ منیٰ کا حقیقی معنی کسی سیال چیز کا اچھل کود کر خارج ہونا ہے۔

اسی سے لفظ منیٰ نکلا اور اس سے لفظ تمنا بنا ہے کیونکہ منیٰ میں مادہ تولید اچھل کر خارج ہوتا ہے اور تمنا میں جذبات اچھل کر باہر آتے ہیں تو ان چار ایام کو منیٰ کے دن اس لئے کہا گیا ہے کہ ان میں قربانی کی جاتی ہے اور خون اچھل کر باہر نکلتا ہے تو جب منیٰ کے یہ چار دن ہیں تو قربانی کے بھی یہی چار دن ہوں گے (نودی شرح مسلم ج ۲ \ ۲۹۷ مفردات لاما راغب)

چوتھے دن کی قربانی کا احادیث مبارکہ سے ثبوت

حدیث نمبر ۱۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

فَجَاجَ منحر فی کل ایام التشریق ذبح (فتح الباری) (شرح بخاری جلد ۵ \ ۳۲۵۔ احمد و دار قطنی)

منیٰ کی ساری وادی قربان گاہ ہے اور تشریق کے سب دنوں میں قربانی جائز ہے۔

امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمد نے جو روایت نقل کی ہے اس میں انقطاع ہے کیونکہ اس میں عبد الرحمٰن بن ابی الحسین حضرت جبیر بن مطعم صحابی سے روایت کرتے ہیں اور عبد الرحمٰن نے جبیر بن مطعم سے کوئی ملاقات نہیں کی۔ اس لئے اس روایت میں انقطاع ہے مگر امام دار قطنی ایک دوسری سند سے

روایت کرتے ہیں جس میں عمرو بن دینار حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کرتے ہیں اور اس میں کوئی انقطاع نہیں ہے (نصب الرایہ جلد ۴ \ ۲۱۲)

حدیث نمبر۲۔

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ کُلُّھَا اَیَّامُ ذِبْحٍ (رواہ البیھقی فی المعرفتہ نصب الرایتہ ج ۲ \ ۲۱۳ و سنن بیہقی ج ۸ \ ۲۹۵)

سب ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔

یہ دوسری روایت ایسی ہے کہ جس میں کوئی انقطاع نہیں اس لئے علامہ شوکانی نے پہلی حدیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ گو پہلی حدیث متصل نہیں مگر یہ روایت متصل ہے اس میں انقطاع نہیں اسی لئے محدثین نے اس سے استدلال کیا ہے (نیل الاوطار ج ۵ \ ۱۰۶)

حدیث نمبر۳

اسامہ بن زید حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ.

ایام منی کلھا منحر (نیل الاوطار ج ۵ \ ۲۱۶)

منیٰ کے سب ایام قربانی کے ہیں۔

یہ حدیث اس قدر قوی ہے کہ اس میں اسامہ بن زید اور ان کے استاذ عطاء یہ دونوں محدثین کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ اس سے حضرت جبیر بن مطعمؓ والی حدیث کی قوت مزید بڑھ جاتی ہے کہ اس قدر ثقہ راوی بھی حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ منیٰ کے چار ایام قربانی کے دن ہیں۔

حدیث نمبر ۴۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے
ایام التشریق کلھا ذبح (سنن دار قطنی ج ۱ \ ۵۴۴)
تشریق ایام قربانی کے دن ہیں۔

انہیں الفاظ سے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت منقول ہے (سنن بیہقی ج ۸ \ ۲۹۰ میں مجمع الزوائد ج ۴ \ ۲۴) میں حضرت جبیر بن مطعم سے منقول ہے۔
ایام تشریق ذوالحجہ کی گیارہ' بارہ اور تیرہ تاریخ کو کہا جاتا ہے جس کی تفصیل و توضیح آئمہ لغت' آئمہ حدیث' آئمہ فقہاء اور آئمہ تفسیر نے کی ہے۔

ایام تشریق کی وضاحت آئمہ لغت کے نزدیک

۱۔ ایام التشریق ھی ثلاثہ ایام بعد یوم الاضحی لان لحوم الاضاحی تشرق فیھا (المنجد)
ایام تشریق عید کے دن کے بعد تین دن ہیں کیونکہ ان دنوں میں قربانیوں کا گوشت دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے۔

۲۔ علامہ ابن منظور اپنی معروف کتاب لسان العرب میں فرماتے ہیں ایام التشریق ثلاثہ ایام بعد یوم النحر (لسان العرب)
ایام تشریق عید کے بعد تین دن ہیں۔

فقہائے امت کے نزدیک ایام تشریق کی وضاحت

۱۔ حافظ ابن کثیرؒ اپنی معروف تفسیر ابن کثیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ ایام معدودات کی تفسیر یوم النحر اور تین دن اس کے بعد سے کرتے ہیں ابن عمرؓ ابن زبیرؓ اور موسیٰ ؓ' عطاء' مجاہد' عکرمہ' سعید بن جبیر' ابو مالک'

ابراہیم نخعی، یحییٰ بن ابی کثیر، حسن، قتادہ، سدی، زہری، ربیع بن انس، ضحاک، مقاتل بن حیان، عطاء خراسانی اور امام مالک رحمہم اللہ وغیرہم بھی یہی فرماتے ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایام تشریق تین دن ہیں ایک یوم النحر اور دو دن اس کے بعد ان میں جب چاہو قربانی کرو لیکن افضل پہلا دن ہے مگر مشہور قول پہلا ہی ہے (ایک یوم النحر اور تین دن اس کے بعد)

اور آیت کریمہ کے الفاظ کی ظاہری دلالت اسی پر ہے کیونکہ دو دن کی جلدی اور دیر معاف ہے تو ثابت ہوا کہ عید کے تین دن ہونے چاہئے۔

اور ان دنوں میں اللہ کا ذکر کرنا قربانیوں کے ذبح کا وقت ہے (ابن کثیر ج ۱ \ ۲۸۴)

۲۔ فقیہ العصر علامہ ابن رشد

علامہ ابن رشد تحریر فرماتے ہیں کہ چوتھے دن قربانی جائز ہے کیونکہ وہ دن ایام تشریق میں داخل ہے اور یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ ایام معدودات ہی ایام تشریق ہیں اور وہ یوم النحر کے بعد تین دن ہیں (بدایہ المجتہد ج ۱ \ ۴۲۳)

۳۔ امام شافعی کی شہادت

امام شافعی فرماتے ہیں۔

(هو ان وقت الاضحيته من يوم النحر الى آخر ايام التشريق)

(کتاب الام شافعی ج ۲ \ ۱۹۱) ایام تشریق کے آخری دن (یعنی ۱۳ ذوالحجہ) تک قربانی بلاشبہ کی جا سکتی ہے۔

۴۔ امام حسن بصریؒ کی شہادت

امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ یوم النحر (عید کا دن) اور اس کے بعد کے تین دن بھی قربانی کے ہیں (مغنی ابن قدامہ ج ۱۱ \ ۱۱۴)

۵۔ سید عبد القادر جیلانیؒ کا فرمان

مصنف غنیۃ الطالبین سید عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

وھی ایام التشریق ثلاثہ ایام بعد النحر (غنیۃ الطالبین ج ۲ \ ۵۰) یوم النحر کے بعد تین دن ایام تشریق ہیں۔

۷۔ فقہ حنیفہ کی مسلمہ کتاب ہدایہ اخیرین کی شہادت

صاحب ہدایہ نے اپنی مشہور کتاب ہدایہ میں تسلیم کیا ہے کہ ایام تشریق تین دن ہیں (۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذی الحجہ تک) (ہدایہ اخیرین کتاب الاضحیہ ص ۴۳۰) اور علامہ مرغینانی اپنی معروف کتاب ہدایہ میں اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مَنْ قَالَ لِلّٰهِ صَوْمُ هٰذِهِ السَّنَةِ اَفْطَرَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وقضاها (ہدایہ کتاب الصوم ج ۱ \ ۲۲۸)

جس نے قسم کھائی کہ میں اس مکمل سال کے روزے رکھوں گا تو وہ عید الفطر عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے روزے ترک کردے اور ان کی قضا دے۔

اسی مسئلہ کے بارے میں علامہ ابو البرکات نسفی کا یہی قول ہے ملاحظہ فرمائیں کنز الدقائق ص ۷۱ پر نیز اسی مسئلہ کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا فرمان بھی پڑھ لیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ صَوْمِ خَمْسَةِ اَيَّامٍ فِي السَّنَةِ يَوْمَ

الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (نیل الاوطار ج ۴ \ ۲۹۳)

رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا سال میں پانچ دنوں کے روزوں سے وہ ہیں عیدین کے دن کا روزہ اور تین دن ایام تشریق کے

اس فرمان نبوت سے معلوم ہوا کہ ایام تشریق تین دن ہیں یوم النحر کے بعد ان میں روزہ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں اور یہی قربانی کے ایام ہیں "فافهم وتدبر"

آئمہ تفسیر کے نزدیک ایام تشریق کی وضاحت

۱۔ تفسیر روح البیان کے مصنف شیخ اسماعیل فرماتے ہیں هی ثلاثه ایام بعد النحر (روح البیان ج ۱ \ ۳۲۵)

۲۔ علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں۔

هی من حادی عشر ذی الحجه الی ثالث عشره (المنار ج ۲ \ ۲۴۱)

۳۔ علامہ نظام الدین تحریر فرماتے ہیں۔

هی ایام التشریق ثلاثه ایام بعد النحر (غرائب القرآن المعروف تفسیر نیشاپوری)

۴۔ علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں۔

هی الثلاثه التی بعد یوم النحر (قرطبی ج ۲ \ ۱)

۵۔ مصنف روح المعانی جناب علامہ محمود صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایام معدودات سے تشریق کے تین دن مراد ہیں اور یہی منقول ہے حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے (روح المعانی ج ۲ \ ۹۳)

۶۔ تفسیر جامع البیان کا فیصلہ

صاحب جامع البیان نے سورۃ الحج کی آیت "ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات" کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ اس آیۃ کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عید کا دن اور اس کے بعد تین دن قربانی کے ہیں (تفسیر جامع البیان ص ۲۸۸)

۷۔ امام شوکانیؒ اپنی مایہ ناز تفسیر فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ سورۃ الحج کی آیت میں صریحاً ثابت ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں (تفسیر فتح القدیر ج ۳ \ ۴۳۴)

احناف کے اعتراضات و دلائل کے جوابات

اعتراض

بعض احناف کی طرف سے یہ اعتراض بڑی دھوم دھام اور بڑے رعب سے کیا جاتا ہے کہ حدیث کل ایام التشریق ذبح میں ذبح عام ہے اس کا اطلاق و استعمال سال کے ہر دن میں ذبح ہونے والے جانور پر ہوتا ہے اگر حدیث میں لفظ "نحر یا اضحیہ" ہوتا تو استدلال بجا طور پر ٹھیک اور درست ہوتا کیونکہ کہ نحر و اضحیہ انہی ایام (یعنی ایام قربانی) کے لئے مخصوص ہے لہذا ایک لفظ عام "ذبح" سے خاص معنی (قربانی) مراد لینا بلا دلیل ہے۔

جواب

بلاشبہ اس اعتراض سے عوام الناس کا دھوکے میں آجانا ممکن ہے مگر یہ مکرو فریب اہل علم و دانش اور وارثان منبر و محراب کے لئے مناسب نہیں ہے۔

قابل توجہ امر یہ ہے کہ اگر معترض کی بیان کردہ توجیہ تسلیم کر لی جائے "ایام النحر (۱۰، ۱۱، ۱۲) ذی الحجہ ہی ہیں" باوجود اس کے کہ ایام تشریق ۱۳ ذی الحجہ تک ہیں مگر قربانی اس دن (۱۳ تاریخ) جائز نہیں ہے تو پھر حدیث کل ایام التشریق ذبح ایک بے مقصد و مہمل اور غیر مفید ہو کر رہ جائے گی جو بالکل کسی حکم کی مقید نہیں ہو گی کیونکہ جب سال بھر ذبح جائز و صحیح ہے تو کل ایام التشریق ذبح محض تحصیل حاصل ہے جو بلغاء کے ہاں مسلم نہیں ہے اور ایسی کلام و گفتگو اہل علم و دانش کے ہاں قابل داد و تحسین نہیں بلکہ معیوب و شنیع ہوتی ہے اور یہ معارضہ کہ تیرہ تاریخ ایام تشریق میں داخل ہے مگر قربانی اس تاریخ کو جائز نہیں ہے بلا دلیل و سند بے ثبوت' و بے بنیاد اور محض وہم و خیال ہے خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ ایام تشریق کے ساتھ ذبح کا تذکرہ محض قربانی کی اجازت و اباحت ہی کے لئے ہے۔

دوسرا جواب

معترض کا یہ کہنا کہ نحر و اضحیہ خاص قربانی کے الفاظ ہیں محل نظر ہے کیونکہ حدیث میں اصحاب محمد ﷺ نے نحر کا لفظ غیر قربانی پر بھی بولا ہے۔ دیکھئے عن اسماء بنت ابی بکر نحرنا فرسا علی عهد رسول اللہ ﷺ فاکلناہ (بخاری بیہقی کتاب الضحایا)

اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ہم نے آنحضور ﷺ کے زمانہ میں گھوڑا ذبح کیا پھر کھایا

اتنی واضح اور روشن دلیل کے بعد بھی اگر معترض کا قلب و ذہن صاف و پالش اور منور نہ ہو تو پھر معترض کو جرات کرنی چاہئے اور نحر کو دیکھ کر فتویٰ دینا

چاہئے کہ گھوڑے کی قربانی بھی ہو جاتی ہے یا پھر حوصلہ فرما کر عملاً قربانی کر کے دکھائے

اس حدیث کا تقاضا ہے کہ نحر و ذبح ایک دوسرے کی جگہ مستعمل ہوتے ہیں کیونکہ امام بیہقی وغیرہ نے حدیث مذکورہ میں ذبحنا کا لفظ بھی نقل کیا ہے۔

لہٰذا معترض کا اعتراض قرآن و حدیث سے عدم تعلق کی ظاہر نشانی اور واضح علامت ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ گائے کو نحر کیا جاتا ہے دیکھئے عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ (مسلم) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ہم نے نحر کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ والے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گائے کو بھی نحر کیا جاتا ہے مگر آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ گائے کی قربانی کی تو اس کو ذبح فرمایا دیکھئے عن جابر قال ذبح رسول اللہ ﷺ عن عائشہ بقرہ یوم النحر (مسلم) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی طرف سے گائے ذبح کی۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

نحر اور ذبح کا فرق

اس عنوان سے صرف نحر و ذبح کا لغوی فرق بیان کرنا مقصود ہے تاکہ مسئلہ کی حقیقت مزید کھل کر سامنے آجائے چنانچہ شیخ ابو الحسن عبد اللہ مبارک پوری نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کی وضاحت کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

نحر گڑھے میں ہوتا ہے اور ذبح حلق میں ہوتا ہے۔ گردن کے اوپر والے

حصے میں جبڑوں کے نیچے کی رگیں کاٹنے کا نام ذبح ہے۔

ابن عابدین نے کہا ہے کہ گردن کے نیچے سینے کے قریب رگوں کا کاٹنا نحر ہے اور گردن کے اوپر والے حصے میں جبڑوں کے نیچے کی رگیں کاٹنا ذبح ہے "نکمتہ البحر" میں ہے کہ ذبح پورے حلق میں جہاں چاہو جائز ہے نیچے درمیان میں اور اوپر ہر جگہ جائز ہے کیونکہ گڑھے اور جبڑوں کے مابین حلق ہوتا ہے اور یہ رگوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے تو سب کا ایک ہی حکم ہے۔

بدائع میں ہے کہ رگیں کاٹنا ذبح ہے اور اس کا محل گڑھے اور جبڑوں کے درمیان میں ہے۔ اور نحر بھی رگیں کاٹنے کا نام ہے اور اس کا محل حلق کا آخر ہے (مرعاۃ شرح مشکوۃ ج ۷ \ ۲۷)

چوتھے دن کی قربانی سے مانعین کے دلائل مع جوابات

اب ہم قارئین کی نظر میں مولانا سرفراز خان صاحب کے دلائل پیش کرتے ہیں اور اسی تفصیل سے ان کے جوابات تحریر کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱

مولانا سرفراز خان صاحب جو دیو بندی حنفیوں میں شیخ الحدیث مشہور ہیں وہ بھی چوتھے دن کی قربانی ناجائز ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے دعویٰ کے لئے جو انہوں نے دلیل پیش کی ہے وہ بخاری و مسلم کی ایک صحیح حدیث ہے جس کو انہوں نے قوی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

مولانا سرفراز صاحب کی عبارت یہ ہے کہ یہ ایسی حدیث ہے جس کو متعدد صحابہ نے روایت کیا ہے مثلاً حضرت علیؓ (بخاری جلد دوم ص ۸۳۵)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بخاری ج ۲ \ ۸۳۵ ام المومنین حضرت عائشہ

صدیقہ ؓ بخاری ج ۲ \ ۸۳۵، حضرت عبد اللہ بن واقد ؓ، حضرت بریدہ ؓ، حضرت سلمہ بن اکوعہ ؓ (مسلم جلد دوئم ص ۱۵۸) وغیرہ سے روایت ہے کہ سید المرسلین سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثه وبقی فی بیته منه شیٔ (بخاری ج ۲ \ ۸۳۵ مسلم ج ۲ \ ۱۵۸)

جو شخص بھی تم میں سے قربانی کرے تو پھر تیسرے دن کی رات کے بعد صبح کے وقت گھر میں اس قربانی کی کوئی چیز باقی نہ رہنی چاہیے۔

اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ نے قربانی کے گوشت کو تین دن کے بعد کے لئے ذخیرہ کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ جب قربانی کرو تو تین دن کے اندر اندر ہی اس کا گوشت خود بھی کھاؤ اور لوگوں میں بھی تقسیم کردو تین دن سے زیادہ دنوں تک قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنا منع ہے چنانچہ ایک سال تک یہ ممانعت رہی اور دوسرے سال معلوم نہیں کہ یہ اس سے متصل سال تھا یہ کئی سالوں کے بعد کوئی سال تھا اس سال مسلمانوں میں خوش حالی آگئی تھی اور قربانیاں زیادہ کیا کرتے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے اس لئے منع کیا تھا کہ قربانی کا گوشت تھوڑا ہوتا تھا اور دیہاتوں کے غرباء زیادہ شہر میں جمع ہو جاتے تھے تو اگر تم گوشت ذخیرہ کرتے تو ان لوگوں کو گوشت نہ مل سکتا اب گوشت وافر ہے اس لئے اب تمہیں ذخیرہ کرنے کی اجازت ہے الفاظ یہ ہیں فکلوا وتصدقوا وادخروا (صحیح بخاری ۲ \ ۸۳۵ مسلم ۲ \ ۱۵۸) اب تم قربانی کا گوشت کھاؤ بھی اور صدقہ بھی کرو اور ذخیرہ بھی کرلیا کرو۔

عرب لوگ گوشت خشک کر کے ذخیرہ کرلیا کرتے تھے اور پھر ضرورت کے

وقت اس کو پکا کر استعمال کرتے تھے۔

ان دو احادیث میں سے پہلی حدیث کا حکم منسوخ ہو گیا اور دوسری حدیث نے اس پہلے حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔

اس کے بعد قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنا کوئی منع نہیں بلکہ جائز ہے۔

مولانا صاحب اس حدیث سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے صرف تین دن تک گوشت کے استعمال کی اجازت دی ہے اور اس کے بعد چوتھے دن کے لئے ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا ہے تو اگر چوتھے دن قربانی جائز ہوتی تو نبی اکرم ﷺ کا منع کرنا کیسے درست ہو سکتا تھا۔

الجواب

ہم مولانا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ان تین دنوں سے مراد صرف قربانی کے دن لینا آپ نے کہاں سے سمجھ لیا۔ یہاں تو مطلق تین دنوں کا ذکر ہے یعنی قربانی کرنے کے دن سے تین دنوں تک گوشت کا استعمال جائز ہے اور اس کے بعد ناجائز لیکن یہ کہیں نہیں کہ یہ تین دن خاص قربانی کے دن ہیں تاکہ چوتھے دن کے لئے گوشت کا ذخیرہ کرنا منع ہو اور اس سے قربانی کا منع کرنا بھی ثابت ہو مثلاً

۱۔ ایک شخص عید کے دن شام کے وقت قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی کے بعد تین دن ذوالحجہ کی گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخ ہوں گے تو ایسے شخص کے لئے صرف چوتھے دن کی قربانی منع ہو گی اور مولانا صاحب کے مذہب کے خلاف تیرہویں تاریخ کو قربانی جائز ہو گی کیونکہ اس تاریخ کو گوشت ذخیرہ کرنا منع نہیں۔

۲۔ ایک شخص گیارہویں تاریخ کی شام کو قربانی کرتا ہے تو اس کے قربانی کرنے کے بعد تین دن ذوالحجہ کی بارہ' تیرہ' اور چودہ تاریخ ہو گی اور چودہ تاریخ

تک مولانا صاحب کے نزدیک قربانی جائز ہو گی اور صرف پندرہ تاریخ کو منع ہو گی۔

۳۔ ایک شخص بارہ ذوالحجہ کی شام کو قربانی کرتا ہے تو اس کی قربانی کے بعد تین دن ذوالحجہ کی تیرہ' چودہ' اور پندرہ تاریخ ہو گی تو مولانا صاحب کے مذہب میں پندرہ تاریخ کو بھی قربانی جائز ہو گی اور صرف سولہ تاریخ کو منع ہو گی۔

یہ تردید حافظ ابن قیم" نے کی ہے مگر مولانا صاحب ابن قیم" پر خوب برسے ہیں اور تحریر فرمایا ہے کہ یہ سطحی بات ہے اور صرف تاویل کا درجہ رکھتی ہے۔ (مسئلہ قربانی ص ۲۸)

مولانا سرفراز صاحب حافظ ابن قیم کے ان اعتراضات کے جواب میں فرماتے ہیں کہ چونکہ ذخیرہ کرنے کی ممانعت کا ارشاد پیغمبر ﷺ نے عید کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا جیسے (سنن بیہقی ج ۹ \ ۲۹۲) تو اس بات سے ثابت ہوا کہ یہ تین دن عید کے دن سے شروع ہوتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ میں کہیں بھی یہ نہیں ذکر کہ آج کے بعد تین دن تک قربانی کا گوشت استعمال کر سکتے ہو اور اس کے بعد رکھنا منع ہے۔ اگر پیغمبر کی مراد عید کے دن سے ہی تین دن مراد ہوتے تو اس سے یہ ثابت ہوتا کہ قربانی صرف عید کے دن ہی جائز ہے۔ اور پھر ایک دن عید کا اور دو دن اس کے بعد اس کا استعمال کرنا جائز ہے اور چوتھے دن منع ہے۔ مگر یہ مذہب کسی بھی صحابی یا عالم دین کا نہیں یہ صرف مولانا صاحب کی منطق ہے۔

دوسرا جواب

ہم کہتے ہیں کہ جس حدیث میں تین دن کے بعد گوشت ذخیرہ کرنے کی

14125

ممانعت ہے وہ حدیث سب امت کے نزدیک منسوخ ہو چکی ہے جب وہ حدیث ہی منسوخ ہے اور گوشت کا تین دن سے زائد دنوں تک ذخیرہ کرنا جائز ہے تو پھر قربانی کا صرف تین دن تک ہونا بھی منسوخ ہو گیا ہے۔ کیونکہ خان صاحب کے قول کے مطابق ایک حدیث میں دو حکم ہیں۔ جب ایک حکم منسوخ ہو چکا ہے تو پھر دوسرا حکم کیوں منسوخ نہیں۔ اس لئے پوری حدیث اپنے سب حکموں سمیت منسوخ ہے تو پھر اس سے استدلال کرنا مقلدوں کا کام ہے کیونکہ ایسی بے عقلی کی باتیں وہی کر سکتے ہیں۔

دلیل نمبر۲

مولانا سرفراز صاحب نے اس حدیث سے استدلال کرنے کے بعد کچھ صحابہ کے اقوال نقل کیے ہیں ہم ان اقوال کو پہلے ذکر کرتے ہیں اور بعد میں ان کا جواب ذکر کریں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کی حیثیت کیا ہے۔

دلیل حضرت انس سے روایت ہے کہ الاضحی یوم النحر ویومان بعدہ (محلی ابن حزم جلد ہفتم ص ۳۷۷)

یعنی حضرت انس نے فرمایا کہ قربانی عید کے دن ہے اور دو دن اس کے بعد۔

الجواب

جواب اس کا یہ ہے کہ محدث ابن حزم نے اسی صفحہ پر حضرت انس کے اس قول کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اس میں شعبہ قتادہ سے روایت کرتا ہے اور شعبہ بھی ضعیف راوی ہے اور قتادہ بھی اس لئے ان کی روایتوں سے استدلال کرنا جائز نہیں (محلی ابن حزم ج ہفتم ص ۳۷۷)

دلیل

حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے۔

الاضحی یومان بعد یوم النحر (الجواہر النقی ج ہفتم ص ۲۹۶)

قربانی کے دو دن ہیں عید کے دن کے بعد

الجواب

جواب اس کا یہ ہے کہ محدث ابن حزم نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے اسی قول کے متعلق فرمایا ہے کہ اس روایت میں دو راوی ہیں ایک ابن ابی لیلی اور دوسرا منہال اور یہ دونوں ضعیف ہیں (محلی ابن حزم جلد ہفتم ص ۳۷۷)

اور یہی روایت ایک دوسری سند کے ساتھ بھی ذکر ہے مگر اس روایت میں ابو حمزہ راوی ضعیف ہے۔

نیز یہی دوسری روایت الجواہر النقی میں ذکر ہے اس لئے یہ قول بھی استدلال کے قابل نہیں۔

دلیل حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ الاضحی ثلاثہ ایام قربانی کے تین دن ہیں۔ (محلی حزم جلد ہفتم ص ۳۷۷)

الجواب علامہ ابن حزم نے اس روایت کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس میں ایک راوی معاویہ بن صالح ہے اور دوسرا ابو مریح ہے پہلا ضعیف ہے اور دوسرا مجہول ہے۔ (محلی ج ہفتم \ ۳۷۷)

دلیل

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عید کے بعد دو دن قربانی کے ہیں (موطا امام مالک جلد اول ص ۱۱۸)

جواب

علامہ ابن حزمؒ نے اس روایت کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس روایت میں ابن ابی لیلی راوی ہے اور اس کا حافظہ خراب ہے اور دوسرا اس کا استاد منھال ہے یہ ضعیف ترین راوی ہے (محلی ابن حزم جلد ۷ ص ۳۷۷)

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارے حنفی حضرات کے پاس چونکہ کوئی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں یہ ذکر ہو کہ چوتھے دن قربانی جائز نہیں تو اس بناء پر صحابہ کرام کے ضعیف اقوال سے دلائل پیش کرکے اپنے آپ کو طفل تسلی دیتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک یہ سب اقوال ضعیف ہیں ان میں سے کوئی بھی قول استدلال کے قابل نہیں۔

استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث و التفسیر مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب روپڑی کا فتویٰ

سوال: کتنے دن قربانی ہو سکتی ہے؟ بادلائل بیان فرمائیں۔

جواب: قربانی دس گیارہ بارہ تیرہ دن ہیں منتقی میں ہے ہے عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذِبْحٌ رواه احمد وهو الدار قطنى من حديث سليمان بن موسى عن عمرو بن دينار وعن نافع بن جبير عن النبى صلى الله عليه وسلم نحوه۔ یعنی سلیمان بن موسیٰ نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تمام کے تمام تشریق کے دن قربانی

کے ہیں اور یہ حدیث دار قطنی میں سلیمان بن موسیٰ نے عمرو بن دینار سے اور نافع بن جبیر سے انہوں نے جبیر سے اور جبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں اور عید کے دن کے علاوہ گیارہ بارہ تیرہ تین دن ہیں تو گویا قربانی تیرہ تاریخ تک جائز ہے اس حدیث کے متعلق خیر المدارس کے مفتی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے اور اس کے ثبوت میں بحوالہ نیل الاوطار علامتہ ابن قیم کی عبارت نقل کی ہے لا یثبت وصلہ یعنی اس حدیث کا موصول ہونا ثابت نہیں مگر مفتی صاحب نے یہاں خیانت کی ہے ابن قیم کی جرح تو نقل کر دی مگر اس کا جواب نقل نہیں کیا امام شوکانی نے لکھا ہے ویجاب عنہ بان ابن حبان وصلہ وذکر فی صحیحہ کما سلف۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے اس حدیث کو موصول ذکر کیا ہے اور اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا ہے اس کے علاوہ ابن القیم نے زاد المعاد جلد اول میں تیرہویں تاریخ کو قربانی کے جواز کی ایک وجہ یہ لکھی ہے کہ حدیث ادخار جس میں تین دن سے گوشت کا ذخیرہ کرنا منع تھا تیرہویں تاریخ کو ذخیرہ کرنا ثابت ہو گیا تو تیرہویں کو قربانی کی ممانعت بھی نہ رہی۔

اور حضرت علیؓ کا قول بھی اس کا موید ہے کہ قربانی کے دن عید کا دن ہے اور تین دن اس کے بعد ہیں حسن بصری عطاء بن ابی رباح امام اوزاعی امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے۔

خلاصہ یہ کہ جبیر بن مطعم کی حدیث قابل عمل ہے خاص کر جب اس کے راوی ابن جریج بھی ہیں جو نہایت ثقہ ہیں اور ابن قیم نے لکھا ہے کہ منیٰ کے

دنوں میں قربانی کا مسئلہ دو مختلف سندوں سے مروی ہے جو ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں ایک جبیر بن معطم کی روایت ہے اور دوسری اسامہ بن زید کی روایت ہے جو بواسطہ عطاء جابر سے روایت کرتے ہیں تو گویا جبیر بن مطعم کی حدیث کو جابر کی حدیث سے بھی تقویت پہنچ گئی پس یہ مسئلہ پختہ ہو گیا کہ تیرہویں تک قربانی جائز ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی
۲۶ ذی القعدۃ ۱۳۸۳ھ
الموافق ۱۰ اپریل ۱۹۶۴ء

وما علینا الا البلاغ المبین

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

مرتبہ : الشیخ المقری محمد ادریس العاصم صاحب

دعا کے موضوع پر ایک جامع مانع کتاب جس میں دعا کے معانی۔ دعا کی تعریف۔ دعا کی تاریخ۔ دعا قرآن کی روشنی میں۔ دعا حدیث کی روشنی میں۔ آداب دعا۔ شروط دعا۔ دعا کی قبولیت کے متفرق واقعات۔ انبیاء کی قرآنی دعائیں نیز روز مرہ کی ادعیہ مسنونہ و دیگر قرآن و حدیث کی بہت سی دعاؤں کا مجموعہ جو کہ اس سے پہلے یکجا مرتب نہ ہوا ہو گا۔

انشاء اللہ بہت جلد منظر عام پر آ رہی ہے۔